﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد14 | جمعۃ المبارک16 رنومبر2007ء — 06 رذی القعدہ1428ہجری قمری — 16 رنبوت 1386 ہجری شمسی | شمارہ 46

امام سے آگے نکلنے والے کی مثال

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

”کیا وہ شخص جو امام الصلوٰۃ سے پہلے اپنا سر اُٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کر دے یا اس کی صورت گدھے جیسی بنا دے“۔

(صحیح بخاری کتا ب الایمان با ب اثم من رفع راسہ ۔ حدیث نمبر 650)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

مقام افسوس ہے کہ دنیا میں مذہبی رنگ میں تو جنگ وجدل روز بروز بڑھتے جاتے ہیں مگر رُوحانیت کم ہوتی جاتی ہے۔

دل کی حقیقی پاکیزگی اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور اس کی مخلوق کی سچی ہمدردی اور حلم اور رحم اور انصاف اور فروتنی اور دوسرے تمام پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت اور راستی جو ایک مذہب کی روح ہے اُس کی طرف اکثر انسانوں کو توجہ نہیں۔

تمام خواہشیں جو خدا کی رضامندی کے مخالف ہیں دوزخ کی آگ ہیں اور ان خواہشوں کی پیروی میں عمر بسر کرنا ایک جہنمی زندگی ہے۔

”اوّل مَیں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ایسی پُرامن گورنمنٹ کے سایہ میں ہمیں جگہ دی ہے جو ہمیں اپنے مذہبی اشاعت سے نہیں روکتی اور اپنے عدل اور دادگستری سے ہر ایک کانٹا ہماری راہ سے دُور کرتی ہے۔ سو ہم خدا کے شکر کے ساتھ اس گورنمنٹ کا بھی شکر کرتے ہیں۔

بعد اس کے اے معزز سامعین اس وقت مَیں اُن مذہبوں کی نسبت جو اس ملک میں پائے جاتے ہیں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں اور جہاں تک مجھے طاقت ہے مَیں تہذیب کی رعایت سے بات کروں گا۔ تاہم مَیں جانتا ہوں کہ طبعًا بعض انسانوں کو اُن سچائیوں کا سُننا ناگوار معلوم ہوتا ہے جو اُن کے عقیدہ اور مذہب کے مخالف ہوں۔ سو یہ امر میرے اختیار سے باہر ہے کہ اس فطرتی نفرت کو دور کرسکوں۔ بہرحال مَیں سچائی کے بیان میں بھی ہر ایک صاحب سے معافی چاہتا ہوں۔

اے معزز صاحبان! مجھے بہت سے غور کے بعد اور نیز خدا کی متواتر وحی کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ اس ملک میں مختلف فرقے بکثرت پائے جاتے ہیں اور مذہبی اختلاف ایک سیلاب کی طرح حرکت کر رہے ہیں تاہم وہ امر جو اس کثرت اختلاف کا موجب ہے وہ درحقیقت ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اکثر انسانوں کے اندر سے قوّت روحانیت اور خُدا ترسی کی کم ہوگئی ہے۔ اور وہ آسمانی نور جس کے ذریعہ سے انسان حق اور باطل میں فرق کرسکتا ہے وہ قریبًا بہت سے دلوں میں سے جاتا رہا ہے۔ اور دنیا ایک دہریت کا رنگ پکڑتی جاتی ہے۔ یعنی زبانوں پر تو خدا اور پرمیشر ہے اور دلوں میں ناستک مت کے خیالات بڑھتے جاتے ہیں۔ اس بات پر یہ امر گواہ ہے کہ عملی حالتیں جیسا کہ چاہئے درست نہیں ہیں۔ سب کچھ زبان سے کہا جاتا ہے مگر عملی رنگ میں دکھلایا نہیں جاتا۔ اگر کوئی پوشیدہ راستباز ہے تو مَیں اُس پر کوئی حملہ نہیں کرتا۔ مگر عام حالتیں جو ثابت ہو رہی ہیں وہ یہی ہیں کہ جس غرض کے لئے مذہب کو انسان کے لئے لازم حال کیا گیا ہے وہ غرض مفقود ہے۔ دل کی حقیقی پاکیزگی اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور اس کی مخلوق کی سچی ہمدردی اور حلم اور رحم اور انصاف اور فروتنی اور دوسرے تمام پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت اور راستی جو ایک مذہب کی روح ہے اُس کی طرف اکثر انسانوں کو توجہ نہیں۔ مقام افسوس ہے کہ دنیا میں مذہبی رنگ میں تو جنگ وجدل روز بروز بڑھتے جاتے ہیں مگر رُوحانیت کم ہوتی جاتی ہے۔ مذہب کی اصلی غرض اُس سچے خدا کا پہچاننا ہے جس نے اس تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور اس کی محبت میں اُس مقام تک پہنچنا ہے جو غیر کی محبت کو جلا دیتا ہے اور اس کی مخلوق سے ہمدردی کرنا ہے اور حقیقی پاکیزگی کی جامہ پہننا ہے۔ لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ یہ غرض اس زمانہ میں بالائے طاق ہے اور اکثر لوگ دہریہ مذہب کی کسی شاخ کو اپنے ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں اور خدا تعالیٰ کی شناخت بہت کم ہوگئی ہے۔ اسی وجہ سے زمین پر دن بدن گناہ کرنے کی دلیری بڑھتی جاتی ہے کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ جس چیز کی شناخت نہ ہو نہ اس کا قدر دل میں ہوتا ہے اور نہ اس کی محبت ہوتی ہے اور نہ اس کا خوف ہوتا ہے۔ تمام اقسام خوف اور محبت اور قدردانی کے شناخت کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ آج کل دنیا میں گناہ کی کثرت بوجہ کمی ٔ معرفت ہے۔ اور سچے مذہب کی نشانیوں میں سے یہ ایک عظیم الشان نشانی ہے کہ خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس کی پہچان کے وسائل بہت سے اس میں موجود ہوں تا انسان گناہ سے رُک سکے اور تا وہ خدا تعالیٰ کے حسن وجمال پر اطلاع پاکر کامل محبت اور عشق کا حصہ لیوے اور تا وہ قطع تعلق کی حالت کو جہنم سے زیادہ سمجھے۔ یہ سچی بات ہے کہ گناہ سے بچنا اور خدا تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جانا انسان کے لئے ایک عظیم الشان مقصود ہے اور یہی وہ راحت حقیقی ہے جس کو ہم بہشتی زندگی سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ تمام خواہشیں جو خدا کی رضامندی کے مخالف ہیں دوزخ کی آگ ہیں اور ان خواہشوں کی پیروی میں عمر بسر کرنا ایک جہنمی زندگی ہے۔ مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ اس جہنمی زندگی سے نجات کیونکر حاصل ہو؟ اس کے جواب میں جو علم خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ اس آتش خانہ سے نجات ایسی معرفت الٰہی پر موقوف ہے جو حقیقی اور کامل ہو کیونکہ انسانی جذبات جو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں وہ ایک کامل درجہ کا سیلاب ہے جو ایمان کو تباہ کرنے کے لئے بڑے زور سے بہ رہا ہے۔ اور کامل تدارک بجز کامل کے غیر ممکن ہے۔ پس اسی وجہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک کامل معرفت کی ضرورت ہے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ لوہے کو لوہے کے ساتھ ہی توڑ سکتے ہیں۔ یہ امر زیادہ دلائل کا محتاج نہیں کہ قدردانی اور محبت اور خوف یہ سب امور معرفت یعنی پہچاننے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک بچہ ہاتھ میں مثلاً ایک ٹکڑہ ہیرے کا دیا جائے جس کی کئی کروڑ روپیہ قیمت ہوسکتی ہے تو وہ صرف اسی حد تک قدر کرے گا جیسا کہ ایک کھلونے کی قدر کرتا ہے اور اگر ایک شخص کو اس کی لاعلمی کی حالت میں شہد میں زہر ملا کر دیا جائے تو وہ اسے شوق سے کھائے گا اور یہ نہیں سمجھے گا کہ اس میں میری موت ہے کیونکہ اس کو ایسے زہر کی معرفت نہیں۔ لیکن تم دانستہ ایک سانپ کے سوراخ میں ہاتھ ڈال نہیں سکتے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ایسے کام سے مرنے کا اندیشہ ہے۔ ایسا ہی تم ایک ہلال زہر کو دیدہ ودانستہ کھا نہیں سکتے کیونکہ تمہیں یہ معرفت حاصل ہے کہ اس زہر کے کھانے سے مر جاؤ گے۔ پھر کیا سبب ہے کہ اُس موت کی تم کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے کہ جو خدا کے حکموں کے توڑنے سے تم پر وارد ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اس کا یہی سبب ہے کہ اس جگہ تمہیں ایسی معرفت بھی حاصل نہیں جیسا کہ تمہیں سانپ اور زہر کی معرفت حاصل ہے۔ یعنی اُن چیزوں کی پہچان ہے۔ یہ بالکل یقینی ہے اور کوئی منطق اس حکم کو توڑ نہیں سکتی کہ معرفت تامہ انسان کو ان تمام کاموں سے روکتی ہے جن میں انسان کے جان ومال کا نقصان ہو۔ اور ایسے رُکنے میں انسان کسی کفّارہ کا محتاج نہیں“۔

(”لیکچر لاہور“۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 147 تا 150)

اداریہ

الٰہی تقدیر کے فیصلے

گزشتہ کچھ عرصہ سے پاکستان خودکش بم دھماکوں، مذہبی انتہا پسندی، دہشتگردی، سیاسی عدم استحکام، آئین اور عدلیہ کے بحران، پریس اور میڈیا کی آزادی پر قدغنوں اور انسانی حقوق کی پامالی کے حوالہ سے شدید اندرونی افراتفری اور خلفشار کا شکار ہے۔ایک شخص کی وردی اتارنے کی مہم میں حکومتی ارکان، پارلیمنٹ کے ممبران، عدلیہ کے ججز اور وکلاء، سیاسی پارٹیوں، پریس میڈیا کے کارکنان، سیاسی اور نیم مذہبی و نیم سیاسی جماعتوں کے افراد سبھی آپس میں الجھ کر ایک دوسرے کے کپڑے اتار رہے ہیں۔ ہر ایک بڑے غیظ و غضب کے ساتھ دوسرے کی عزت کے درپے ہے اور ایک دوسرے کو جھوٹا، منافق، خودغرض، لٹیرا، بے ایمان، کرپٹ اور ملک و قوم کا دشمن ثابت کر رہا ہے اور اب ساری دنیا کو دکھائی دینے لگا ہے کہ اس حمام میں سب ننگے ہیں۔مُلّاؤں کی انسانیت دشمنی، مذہبی انتہا پسندی اور خونریزیوں کی حقیقت بھی اب سب پر عیاں ہو چکی ہے۔عوام جو کسی وقت یہ خیال کیا کرتے تھے کہ شاید ان کے علماء مصیبت کی اس گھڑی میں ان کے نجات دہندہ ہوں گے ان پر اس طائفہ کی 'پاکبازیاں' خوب کھل چکی ہیں اور بمطابق حدیث نبوی ان پر واضح ہو گیا ہے کہ یہ تو انسانوں کے بھیس میں "قِرَدَۃً وَخَنَازِیْرَ اور شَرُّ مِنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ" ہیں اور اِن کا شمار اُمّت محمدیہ کے اُن علماء میں نہیں ہوتا جن کا ذکر آنحضرت ﷺ نے انبیاء کے ورثاء کے طور پر فرمایا ہے۔عوام کو سیاستدانوں پر اعتماد نہیں رہا اور اُن پر ان کی مکاریوں، خودغرضیوں اور لوٹ مار کے حقائق خوب منکشف ہو گئے ہیں اور ان کی بار بار کی چیخ و پکار کے باوجود وہ توڑ پھوڑ اور ہنگامہ خیزیوں کے لئے سڑکوں پر نہیں نکل رہے۔ ہر کوئی اس صورتحال کا ذمہ دار دوسرے کو قرار دے رہا ہے۔ اخبارات اور الیکٹرونک میڈیا پر سیاسی مبصرین و مختلف ماہرین اس کے اسباب و عوامل پر بڑی زوردار بحثیں کر رہے ہیں اور انہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔

ہم نہ تو کوئی سیاسی تجزیہ کار ہیں اور نہ سیاست سے ہمارا تعلق ہے۔ہم تو آنحضرت ﷺ کے عظیم روحانی فرزند، آپؐ کے عاشق صادق اور غلام مسیح موعود اور مہدیٔ معہود ؑ کے پیروکار ہیں اور آپ کی خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اس ساری صورتحال کو ایک مختلف زاویۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ زاویۂ نگاہ قرآن مجید، فرقان حمید پر مبنی ہے کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ خدائے عالم الغیب والشہادۃ کی وہ کامل و مکمل، بے عیب و لاریب شریعت حقہ ہے جو تمام ابدی صداقتوں کی جامع اور عظیم الشان ہدایت ہے۔اس میں تمام مسائل کا حل اور ہر سوال کا جواب موجود ہے۔

قرآن مجید نے اس حقیقت کا جا بجا ذکر فرمایا ہے کہ جب بھی کسی قوم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول مبعوث ہوئے تو اکثریت نے ان کی تکذیب کی۔انہیں جھوٹا اور بے ایمان، متکبر اور ساحر و مجنون اور دھوکہ باز کہا گیا۔ان کی توہین اور تذلیل کے لئے ہر حربہ استعمال کیا گیا۔انہیں ہر قسم کی ایذائیں پہنچائی گئیں اور تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا۔لیکن انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروؤں نے ہمیشہ ان سب مظالم پر صبر اور تحمل سے کام لیا۔انہوں نے اپنے حقوق کی تلفی گوارا کر لی لیکن مرضیٔ مولیٰ کو مقدم رکھا اور اپنے ہمّ و غم کو صرف خدا کے حضور پیش کرتے ہوئے اُسی سے مدد کے طالب رہے۔ چنانچہ بلا استثناء انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعتوں کے لئے خدا کی غیرت جوش میں آتی رہی اور خود خدا نے ان کے خلاف کئے جانے والے ہر استہزاء کا بدلہ لیا اور مکذبین و مکفرین کو عبرتناک انجام سے دوچار کیا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکذبین پر نازل ہونے والی سزاؤں کی ایک صورت کا قرآن کریم میں یوں ذکر فرمایا گیا ہے فَاَصَابَھُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ (النحل:35) یعنی انہیں ان کے عملوں کی سزا نے آ پکڑا اور جن باتوں پر وہ ہنسی کیا کرتے تھے انہی باتوں نے انہیں گھیر لیا (اور تباہ کر دیا)۔

(اس مضمون کو قرآن مجید کی متعدد آیات میں دہرایا گیا ہے۔مثال کے طور پر ملاحظہ ہوں سورۃ الانعام آیت 11، سورۃ ھود آیت 9 سورۃ الانبیاء آیت 42، سورۃ الزمر آیت 49، سورۃ المومن آیات 46 اور 84، سورۃ الجاثیہ آیت 34، سورۃ الاحقاف آیت 27۔ان آیات کریمہ کے سیاق و سباق میں استہزاء کی سزاؤں کی نہایت درجہ دردناک تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔)

حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں کہ: "وَحَاقَ بِھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ سے بتایا ہے کہ کفار جس قسم کے اعتراضات نبیوں پر کرتے تھے ویسے ہی حالات میں سے انہیں گزرنا پڑتا ہے۔اگر وہ انہیں جھوٹا کہتے ہیں تو خود جھوٹ کے الزام کے نیچے آتے ہیں۔اگر بدکار کہتے ہیں تو خود ان کی بدکاریاں کھولی جاتی ہیں"۔

(تفسیر کبیر سورۃ النحل زیر آیت35)

اس عظیم قرآنی صداقت کی روشنی میں پاکستان کے آج کل کے حالات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اس بدنصیب ملک میں مامور زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود ؑ کے خلاف جس قدر بدزبانی کی گئی اور جس طرح حکومت کی سرپرستی میں آئین اور قانون کا سہارا لے کر آپؑ کے خلاف تکفیر و تکذیب کی مہم چلائی گئی اور احمدیوں کو ان کے بنیادی انسانی حقوق سے محروم کیا گیا۔اس کے بالمقابل احمدیوں نے غیر معمولی صبر و استقامت کے مظاہرے کرتے ہوئے اپنے تمام بنیادی انسانی حقوق سے دستبرداری تو قبول کر لی لیکن قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا اور محض اپنے مولا کی رضا کی خاطر ایسے حیرت انگیز صبر و برداشت کے نمونے دکھائے جن کی مثال آج روئے زمین پر کہیں نہیں مل سکتی۔خدا کے مامور و مرسل، آنحضرت ﷺ کے موعود مسیح و مہدی ؑ کے خلاف تکفیر و تکذیب اور توہین و تذلیل کی اس مہم میں ملک کی قومی اسمبلی بھی شامل رہی اور عدالتیں بھی یہاں تک کہ اعلیٰ ترین عدالت یعنی سپریم کورٹ بھی اس ظلم میں شامل ہوئی۔آئین و دستور میں ایسی شقیں شامل کی گئیں جن سے احمدیوں کی مذہبی آزادی، آزادیٔ ضمیر و اظہار عقیدہ و رائے پر قدغنیں لگائی گئیں۔اخبارات و میڈیا میں مسیح موعود ؑ اور آپ کی جماعت کے خلاف گند اچھالا گیا اور جھوٹ اور افترا پردازی کی انتہا کی گئی۔احمدیہ پریس کو کئی بار سر بمہر کیا گیا اور آج بھی احمدی اخبارات و جرائد صحافتی آزادی سے محروم ہیں۔پولیس اور انتظامیہ نے معصوم احمدیوں کو محض کلمہ طیبہ پڑھنے اور اسلامی شعائر کی پابندی کی وجہ سے شدید صعوبتوں میں مبتلا کیا۔انہیں جیلوں میں ٹھونسا گیا اور ان پر کوڑے برسائے گئے۔مساجد سے کلمہ طیبہ مٹانے تک کی مکروہ حرکتیں کیں۔مُلّاؤں نے احمدیوں کے پاکستان میں مرکز ربوہ کے بارہ میں 'حکومت کے اندر حکومت' قائم کرنے کا الزام لگایا اور کہا کہ احمدیوں کی مساجد و قبرستان اسلحہ گاہیں ہیں۔عوام الناس نے شرپسند سیاستدانوں اور مولویوں کی انگیخت پر معصوم احمدیوں کو مارا پیٹا، ان کے اموال و جائیداد کو لوٹا اور جلایا اور جو براہ راست ان کاموں میں شریک نہیں ہوئے وہ خاموش تماشائی بنے رہے۔خلفائے مسیح موعود ؑ نے بڑے درد کے ساتھ بار بار نصائح کیں اور ان ظالمانہ حرکتوں سے باز نہ آنے کی صورت میں قرآن مجید کی روشنی میں، تاریخ انبیاء کے حوالے سے، الٰہی تقدیر کے اٹل فیصلوں سے خبردار کیا۔لیکن کسی نے ان انتباہات پر کان نہیں دھرا اور اپنے تکبر میں مست مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْن کہتے رہے۔قرآن مجید ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے لَوْیَعْلَمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَکُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْھِھِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُھُوْرِھِمْ وَلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ ۔ بَلْ تَاْتِیْھِمْ بَغْتَۃً فَتَبْھَتُھُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّھَا وَلَاھُمْ یُنْظَرُوْنَ۔ وَلَقَدِ اسْتُھْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْھُمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ (الانبیاء:40-42)

ترجمہ: اگر کفار اس گھڑی کو جان لیتے جب کہ وہ نہ اپنے مونہوں سے اور نہ اپنی پیٹھوں سے آگ کو ہٹا سکیں گے اور نہ کسی کی طرف سے ان کی مدد کی جائے گی۔(تو وہ اتنی تعلّی نہ کرتے) لیکن وہ (عذاب) ان کے پاس اچانک آئے گا اور ان کو حیران کر دے گا۔پس وہ اس کو ردّ کرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے اور نہ ان کو (کوئی) مہلت دی جائے گی۔اور تجھ سے پہلے جو رسول گزر چکے ہیں ان سے بھی ہنسی کی گئی تھی لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ جنہوں نے ان رسولوں سے ہنسی کی تھی ان کو انہی باتوں نے آ کر گھیر لیا جن کے ذریعہ سے وہ نبیوں کی ہنسی اڑاتے تھے۔

اس عظیم قرآنی صداقت کی روشنی میں پاکستان کے حالات پر نظر ڈالیں تو صاف کھل جائے گا کہ جس جس ادارے کو مامور زمانہ کی توہین و تذلیل کے لئے استعمال کیا گیا وہی آج دنیا بھر میں ذلیل و رسوا ہو رہا ہے اور کل عالم میں تمسخر کا نشانہ بنا ہوا ہے۔آئین اپنی حرمت کھو بیٹھا ہے۔پارلیمنٹ اور عدلیہ، انتظامیہ اور مقنّنہ، پریس اور میڈیا والے سبھی بے عزت اور ذلیل ہو رہے ہیں۔وہ جو احمدیوں پر امریکہ اور برطانیہ کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگاتے تھے خود انہی کے متعلق ان قوموں کے ایجنٹ ہونے کے ثبوت سب پر عیاں ہو چکے ہیں۔مولوی جنہوں نے احمدیہ مساجد کی بربادی کی کوشش کی خود ان کی مساجد کا تقدس اور امن اٹھ چکا ہے۔ان کی مسجدوں کا اسلحہ گاہیں اور مساجد ضرار ہونا ساری دنیا دیکھ چکی ہے اور آج وہی ہیں جو سٹیٹ انڈر سٹیٹ بنائے ہوئے ہیں اور ملک کے ایک حصہ میں اپنی خود ساختہ شریعت کو نافذ کر رہے ہیں۔

الغرض حَاقَ بِھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْن، کی عظیم قرآنی صداقت بڑی عظمت اور جلال کے ساتھ جلوہ گر ہے۔کوئی پاکستان کی موجودہ صورتحال کو جس نظر سے چاہے دیکھے ہمیں تو یہ الٰہی تقدیر کے وہ فیصلے معلوم ہوتے ہیں جنہیں ردّ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں۔رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (الاعراف:48)

(نصیر احمد قمر)

تم پر بھی تو ایک عدالت بیٹھے گی

جھوٹو تم نے ٹھیک الزام دھرا ہوگا
اللہ والوں ہی نے کفر بکا ہوگا
احمدیوں نے جب بھی دُرود پڑھا ہوگا
دل میں اَور کسی کا نام لیا ہوگا
تم سچّے تو جگ میں کون رہا جھوٹا
ہم جھوٹے تو سچا کون رہا ہوگا
تنگ آئے ہیں روز کی بک بک جھک جھک سے
کر گزرو جو کچھ تم نے کرنا ہوگا
لیکن شاید یہ نہ کبھی سوچا ہوگا
روزِ قیامت تم جیسوں سے کیا ہوگا
تم پر بھی تو ایک عدالت بیٹھے گی
جیسا کِیا ہے، ویسا ہی بھرنا ہوگا
ہم تو رضائے باری پر ہی جیتے ہیں
اس کی رضا پر ہی اِک دن مرنا ہوگا
روئیں گے تو اُس کے حضور مگر تم سے
ہنس ہنس کر ہم نے ہر دُکھ سہنا ہوگا
تم میں اگر ہے اچھّا، ایک۔ہزار بُرے
ہم میں ایک بُرا تو ہزار اچھّا ہوگا

(کلام طاہرؒ)

تعارف کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''حقیقۃ الوحی''

جو سو سال قبل 15 مئی 1907ء کو شائع ہوئی

(حافظ مظہر احمد طیب۔ ربوہ)

ویسے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تالیف فرمودہ ہر تصنیف ہی اپنے اندر بے شمار روحانی خزائن اور عجیب اثر لئے ہوئے ہے لیکن حقیقۃ الوحی ایک غیر معمولی رنگ رکھتی ہے۔ پھر اس کتاب کے مطالعہ کی حضور نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ بلکہ مختلف مذاہب کو اس کے مطالعہ کیلئے تین تین مرتبہ قسم دی ہے۔ اس کتاب کی تاثیر اور اہمیت کا اندازہ حضور کے اقتباسات سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس کتاب میں حضور نے وحی و الہام کی حقیقت اور سچے اور جھوٹے ملہم کو پرکھنے کی کسوٹی بیان فرمائی ہے۔ کہ سچا ملہم اپنے ساتھ بڑے غیر معمولی نشانات رکھتا ہے اسی تسلسل میں آپ نے عظیم الشان نشانات اس کتاب میں درج فرمائے ہیں۔ یہ عظیم الشان کتاب 15 مئی 1907ء کو شائع ہوئی اس طرح آج اس کتاب کو تصنیف ہوئے 100 سال ہو چکے ہیں ہمیں نہ صرف خود اس کتاب کا مطالعہ کر کے اپنے ایمانوں کو تازہ کرنا چاہئے بلکہ دوسروں کو بھی مطالعہ کیلئے دینی چاہئے۔

وجہ تالیف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''بعد ہذا واضح ہو کہ مجھے اس رسالہ کے لکھنے کیلئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بےخبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو، نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو، نہ حدیث الرب''۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 3)

اس کتاب کا اثر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یاد رہے کہ یہ کتاب جو جامع جمیع دلائل وحقائق ہے اس کا اثر صرف اس حد تک ہی محدود نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا اس میں دلائل بینہ سے ثابت کیا گیا ہے بلکہ اس کا یہ بھی اثر ہے کہ اس میں اسلام کا زندہ اور سچا مذہب ہونا ثابت کر دیا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 2)

ترتیب مضامین

اس کتاب کے آغاز میں حضورؑ نے وحی والہام کے مضمون کو کھولنے کے لئے چار ابواب باندھے ہیں۔ پہلے باب میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہیں سچی خوابیں یا سچے الہام تو ہوتے ہیں لیکن ان کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسرے باب میں ان ملہمین کا ذکر ہے جن کا خدا تعالیٰ سے تعلق تو ہے لیکن کوئی خاص تعلق نہیں۔ تیسرے باب میں ان لوگوں کی علامات درج کی گئی ہیں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفیٰ طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر ان کو مکالمہ ومخاطبہ کا شرف حاصل ہے۔ پھر چوتھے باب میں حضور نے اپنے بارہ میں تحریر فرمایا ہے کہ ان تین مراتب میں سے حضور کو کون سا مرتبہ حاصل ہے اور آپ کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا۔ آپ فرماتے ہیں۔

''سو مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 65)

پھر حضور نے بہت سے اعتراضات اور سوالوں کے جوابات دیئے اور نصرت الٰہی کے 208 نشانوں کو اس میں بیان فرمایا جن میں بہت سے قبولیت دعا کے نشانات ہیں، بہت سے مباہلہ کے نشانات ہیں جن میں لوگوں نے آپ کو جھوٹ پہ یقین کرتے ہوئے چیلنج کیا مگر وہ خود حضور کی زندگی میں ذلت کی موت مر کر اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے اور حضور کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گئے، بعض نشانوں میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے مریضوں کی اس مسیح کے ذریعہ مسیحائی فرمائی۔ بہت سی پیشگوئیاں حضور نے اس کتاب میں درج فرمائی ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''اور یاد رہے کہ ہم نے محض نمونے کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر دراصل وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہے جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 407)

اس کتاب کے آخر میں حضور نے عربی زبان میں دو ابواب پر مشتمل ایک رسالہ اَلْاِسْتِفْتَاء کے نام سے لکھا جس میں آپ نے اپنے دعاوی اور ان کے ساتھ غیر معمولی نصرت اور تائیدات الٰہیہ کا ذکر کر کے یہ استفتاء کیا کہ ایسے شخص کے بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے جو جھوٹا ہونے کے باوجود ترقی پہ ترقی کر رہا ہے۔ پھر حضور نے اپنے الہامات لکھ کر ان کے منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ دہرایا ہے اور فرمایا کہ اس رسالہ کا مقصد اتمام حجت ہے۔ اس مضمون کو آپ نے یوں منظوم فرمایا۔

ہے جہاں میں کوئی کاذب لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار
یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس مضمون کا اصل مقصد تو اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کے مطالعہ کی طرف توجہ دلانا ہے۔

چند اہم نشانات

درحقیقت تو ساری کتاب ہی نشانات سے پُر ہے چند نشانات حضورؑ کے الفاظ میں بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

''مَیں جناب الٰہی میں یہی التجا کر رہا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں اور اگر میں صادق ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے۔ اس بات کو گیارہ برس گزر گئے جب یہ مباہلہ ہوا تھا۔ بعد اس کے جو کچھ خدا نے میری نصرت اور مدد کی میں اس مختصر رسالہ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ جب مباہلہ کیا گیا تو میرے ساتھ صرف چند آدمی تھے جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے اور اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ میری بیعت کر چکے ہیں اور مالی مشکلات اس قدر تھے کہ بیس روپیہ ماہوار بھی نہیں آتے تھے اور قرضہ لینا پڑتا تھا اور اب میرے سلسلہ کی تمام شاخوں سے قریباً تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے اور خدا نے اس کے بعد بڑے بڑے قوی نشان دکھلائے۔ جس نے مقابلہ کیا آخر وہ تباہ ہوا۔ جیسا کہ ان نشانوں کے دیکھنے سے جو محض بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے ہیں ظاہر ہوگا کہ خدا نے کیسی کیسی میری مدد کی۔ ایسے ہی ہزارہا نشان نصرت الٰہی کے ظاہر ہو چکے ہیں جو صرف ان میں سے اس قدر بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے ہیں''۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22)

''چھہتر واں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے......یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا اور میں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کروں گا۔ یہ اس وقت کا الہام ہے کہ جب ایک شخص بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ پھر ایک مدت کے بعد یہ الہام پورا ہوا اور ہزارہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھر دی۔ بعض نے میرے لئے جان دیدی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزارہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پر ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دست بردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ طیار ہیں۔ جب میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا درحقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہے تو نے ان دلوں کو ایسے پرآشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور ان کو استقامت بخشی یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 240,239)

استجابت دعا کا نشان

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں۔ کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں۔ کبھی کبھی خدائے عزوجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزت کیلئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزارہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ اگر میں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 334)

غیر معمولی دعائیں

حضور رضی اللہ عنہا نے اس عظیم الشان تصنیف کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور بہت دعائیں کیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اس میں برکت ڈال دے اور لاکھوں دلوں کو اس کے ذریعہ سے ہماری طرف کھینچے آمین''۔ (صفحہ 407)

''اب ہم نشانوں کو اسی قدر پر ختم کر کے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار کریں اور بغض اور کینہ کو چھوڑ دیں اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے آمین اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین''۔ (صفحہ 603)

پھر 15 مارچ کے ایک اشتہار سے پتہ لگتا ہے کہ کس محنت، جانفشانی اور عرق ریزی سے حضور نے محض بنی نوع کی ہمدردی اور ان پر اتمام حجت کیلئے یہ ضخیم کتاب تصنیف فرمائی۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اب اس وقت اس تحریر سے میری غرض یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کافی طور پر ہر ایک قسم کا ثبوت اپنے دعویٰ کے متعلق لکھ دیا ہے اور باوجود اس کے کہ میں ان ایام میں بباعث طرح طرح کے عوارض جسمانی اور بیماریوں کے متواتر دورے اور ضعف اور ناتوانی کے اس لائق نہ تھا کہ اس قدر سخت محنت اٹھا سکوں۔ تاہم مَیں نے محض بنی نوع کی ہمدردی کیلئے یہ تمام محنت اٹھائی۔ اس لئے مَیں اپنی عزیز قوم کے اکابر

علماء اور مشائخ اور ان سب کو جو اس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر ان کو یہ کتاب پہنچے تو ضرور اول سے آخر تک اس کتاب کو غور سے پڑھ لیں۔............اور میں انشاء اللہ بعض کو تو خود یہ کتاب بھیج دوں گا اور بعض دیگر کی نسبت میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ قسم کھا کر لکھیں کہ قیمت کے ادا کرنے کی گنجائش نہیں تو میں بشرط گنجائش اور بشرط موجود ہونے کتاب کے ضرور ان کو اس شرط سے کتاب بھیج دوں گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر میری طرف تحریر کریں کہ وہ اول سے آخر تک ضرور کتاب کو پڑھیں گے اور نیز یہ کہ وہ نادار ہیں طاقت ادائے قیمت نہیں رکھتے اور میں دعا کرتا ہوں کہ جس شخص کو یہ کتاب پہنچے اور وہ خدا تعالیٰ کی قسم سے لاپرواہ رہ کر اور خدا کی قسم کو بے عزتی سے دیکھ کر کتاب کو اول سے آخر تک نہ پڑھے اور یا کچھ حصہ پڑھ کر چھوڑ دے اور پھر بدگوئی سے باز نہ آوے۔ خدا ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت میں تباہ اور ذلیل کرے۔ آمین۔ لیکن جو شخص اول سے آخر تک کتاب کو پڑھے اور خوب سمجھے اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اب میں اس اعلان کو ختم کرتا ہوں"۔ (صفحہ 613)

حقیقۃ الوحی کے مطالعہ کی اہمیت

زندہ خدا

"اے عزیزو! وہ قادر خدا جس کی ہم سب کو ضرورت ہے وہ اسلام نے ہی پیش کیا ہے۔ اسلام خدا کی قدرتوں کو ایسا ہی پیش کرتا ہے جیسا کہ وہ پہلے ظہور میں آئی تھیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ بغیر اس کے کہ خدا کی قدرتیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان ظاہر ہوں کوئی شخص خدا پر ایمان نہیں لا سکتا۔ یہ سب جھوٹے قصے ہیں کہ ہم پرمیشر پر ایمان لائے ہیں۔ خدا کی شناخت کرانے والے اس کے نشان ہیں اور اگر نشان نہیں تو خدا بھی نہیں۔ پس اس لئے میں نے نمونہ کے طور پر محض ہمدردی کی راہ سے کتاب حقیقۃ الوحی کو تالیف کیا ہے اور میں آپ لوگوں کو اس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جس پر ایمان لانا آپ لوگ اپنی زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اول سے آخر تک میری اس کتاب کو پڑھو اور ان نشانوں پر غور کرو جو اس میں لکھے گئے ہیں۔ پھر اگر اپنے مذہب میں اس کی نظیر نہ پاؤ تو خدا سے ڈر کر اس مذہب کو چھوڑ دو اور اسلام کو قبول کرو۔ وہ مذہب کس کام کا ہے اور کیا فائدہ دے گا جو زندہ خدا تک زندہ نشانوں کے ساتھ رہبری نہیں کر سکتا۔ پھر میں آپ لوگوں کو اسی پرمیشر کی دوبارہ قسم دیتا ہوں کہ ضرور ایک مرتبہ میری اس کتاب حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک پڑھو اور سچ کہو کہ کیا آپ لوگ اپنے مذہب کی پابندی سے اس زندہ خدا کو شناخت کر سکتے ہیں۔ پھر میں تیسری مرتبہ اسی پرمیشر کی قسم دیتا ہوں کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور خدا کا قہر ہر طرف نمودار ہے ایک مرتبہ اول سے آخر تک میری کتاب حقیقۃ الوحی کو ضرور پڑھ لو۔ خدا تمہیں ہدایت کرے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ خدا وہی خدا ہے جو زندہ خدا ہے"۔

(ایضاً صفحہ 616)

احباب کو مطالعہ کی تلقین

فرمایا:

"ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لیں بلکہ اس کو یاد کر لیں کوئی مولوی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا کیونکہ ہر قسم کے ضروری امور کا اس میں بیان کیا گیا ہے اور اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 235)

"اے پڑھنے والے اس کتاب کے خدا سے ڈر اور ایک دفعہ اول سے آخر تک اس کتاب کو دیکھ اور اس قادر مطلق سے درخواست کر کہ وہ تیرے دل کو سچائی کے لئے کھول دے۔ اور خدا کی رحمت سے نومید مت ہو"۔

(ایضاً صفحہ 598)

حقیقۃ الوحی کے مطالعہ کے فوائد

"مَیں نے جو کتاب حقیقۃ الوحی لکھی ہے اس کو جو شخص حرف بہ حرف پڑھ لے گا میں نہیں خیال کرتا کہ پھر وہ یہ خیال کرے کہ میں وہی ہوں جو اس کے خیال میں پڑھنے سے پہلے تھا"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 166)

"حقیقۃ الوحی کے تین سو سے زائد صفحے لکھے گئے ہیں اس کتاب میں ہر قسم کے دلائل لکھے گئے ہیں جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ اس کا بغور مطالعہ کریں جن لوگوں کو فرصت شوق اور فہم حاصل ہوگا اور اس کو بغور مطالعہ کرینگے ان میں ایک طاقت پیدا ہو جائے گی اور وہ پھر اس بات کے محتاج نہ رہیں گے کہ ایسے سوالات کے جوابات کسی سے دریافت کریں۔ جماعت کے سب لوگوں کو چاہئے کہ یہ طاقت اپنے اندر پیدا کریں"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 61)

قسم دینے کی وجہ

"کتاب حقیقۃ الوحی میں ہم نے تمام قسم کی باتوں کو مختصر طور پر جمع کر دیا ہے اور اس میں قسم دی ہے کہ لوگ کم از کم اول سے آخر تک اس کو پڑھ لیں دوسرے کی قسم کا نہ ماننا بھی تقویٰ کے برخلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی دوسرے کی قسم پوری ہونے دی تھی اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی دوسرے آدمی کی قسم کو پورا کیا تھا۔ غرض ہم ایک نیک کام کے واسطے قسم دیتے ہیں کہ وہ (مخالفین۔ ناقل) بلا سوچے سمجھے گالیاں نہ دیں اور مخالفت نہ کریں۔ کم از کم ہمارے دلائل کو ایک دفعہ بغور مطالعہ کر لیں خواہ تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھیں پھر ان کو معلوم ہو جائے گا کہ حق کس بات میں ہے"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 167)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بار بار ان نشانات کا مطالعہ کرنے اور ان کے ذریعہ اپنے ایمانوں کو بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بشکریہ: روزنامہ الفضل ربوہ 14/ مئی 2007ء)

❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ کینیا کے زیر اہتمام

Essiebeye نزد لوانڈہ (Luanda) میں واٹر پروجیکٹ کی تکمیل

(رپورٹ: محمد افضل ظفر۔ مبلغ سلسلہ کینیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیا کو متعدد میدانوں میں انسانیت کی خدمت میں توفیق مل رہی ہے۔ حال ہی میں کینیا کے نیا نزا صوبہ میں کسوموں ریجن کی ایک جماعت لوانڈہ (Luanda) جہاں جماعت کو گزشتہ دنوں ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کرنے کی توفیق ملی تھی وہاں اب Essebeye کے علاقہ میں ایک واٹر پروجیکٹ مکمل کرنے کی توفیق ملی ہے جس سے اہالیان علاقہ کو پینے کا صاف ستھرا پانی مہیا ہو گیا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

جب جماعت احمدیہ نے مذکورہ علاقہ میں فری میڈیکل کیمپ لگا کر اہالیان علاقہ کو علاج معالجہ کی سہولت مہیا کی تو اسی دوران علاقہ کے سب چیف اور کمیونٹی چیئر مین نے جماعت سے لوگوں کے لئے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کی درخواست کی۔ کیونکہ لوگ جس جگہ سے پانی پیتے ہیں وہاں سخت گندگی، کیچڑ اور جانوروں کا آنا جانا ہے جس وجہ سے پانی سخت آلودہ ہونے کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پھیلنے کا موجب بن رہا تھا۔ چنانچہ خاکسار نے انہیں دعا کرنے کے لئے کہا اور ساتھ ہی مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب کو جنہوں نے اس جگہ ہونے والے میڈیکل کیمپ کا سارا خرچ برداشت کیا تھا، کمیونٹی کی درخواست پہنچائی جسے انہوں نے نہایت خوشی سے قبول فرمایا اور اس کار خیر کے لئے رقم ارسال فرمائی۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

خاکسار نے مکرم امیر صاحب کینیا کی اجازت اور مشورہ سے مقامی جماعت میں کام کا آغاز کیا۔ اور معلم عبدالحسن صاحب کو ضروری ہدایات دے کر اس کام کی تکمیل کی ذمہ داری سونپی۔ چونکہ معلم مذکور کو مختلف NGOs کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے اس کام میں کافی تجربہ ہے لہذا انہوں نے آٹھ دن کی مختصر مدت میں نہایت ماہرانہ انداز سے یہ کام مکمل کیا۔

انہوں نے تین مختلف مقامات سے جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر تھے اور جہاں سے پانی چشموں کے رنگ میں باہر نکل رہا تھا، زمین دوز پختہ نالیوں کے ذریعہ جن کی لمبائی تیس سے چالیس فٹ تک تھی اور پی وی سی پائپ کی مدد سے پانی کو ایک نشیبی علاقہ میں ایک چھ فٹ ٹینک میں جمع کیا جس کا فرش اور دیواریں کنکریٹ سے بنائی گئی تھیں۔ پھر فلٹر اور پی وی سی پائپ کے ذریعہ پانی کو ایسے ہی ایک اور ملحقہ ٹینک میں منتقل کیا جہاں سے پانی حاصل کرنے کے لئے پائپ لگا دئے گئے اور دونوں حوضوں کو مضبوط سلیب کے ذریعہ اوپر سے ڈھانک دیا۔ پانی حاصل کرنے کی جگہ ایک مضبوط اور کشادہ پلیٹ فارم بنایا جس تک رسائی پانچ سیڑھیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اس طرح اب ہر وقت تازہ صاف پانی عوام کے لئے مہیا ہے جسے جانوروں اور دیگر نقصان دہ اشیاء سے بالکل محفوظ کر دیا گیا ہے۔

اس کام میں مکرم معلم عبداللہ حاجی صاحب نے بھی مدد کی اور کھدائی اور پتھر وغیرہ مہیا کرنے میں مقامی احباب نے بھی تعاون کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اس پراجیکٹ کی تکمیل پر لوکل کمیونٹی اور علاقہ کے اسسٹنٹ چیف نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور جماعت کے جذبۂ خدمت کو بہت سراہا۔ مکرم ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب نے بھی جو جماعت کی طرف سے منعقدہ فری میڈیکل کیمپ اور پھر اس واٹر پراجیکٹ سے واقف تھے اور خاکسار سے ان کا ملنا ملانا ہے فون پر شکریہ ادا کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو مزید خدمت انسانیت کی توفیق عطا فرمائے اور مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب آف UK کو بھی جزائے خیر دے جنہوں نے اس کار خیر کے لئے مالی معاونت کی۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

❁❁❁❁❁❁

وقف جدید کا مالی سال 2007ء

(1) چندہ وقف جدید کا مالی سال یکم جنوری سے شروع ہو کر 31/ دسمبر کو اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اور رواں مالی سال کو ختم ہونے میں بہت کم عرصہ باقی رہ گیا ہے۔

(2) کوشش کی جائے کہ کوئی فردِ جماعت مرد، عورت، جوان، بوڑھا یا بچہ اس تحریک میں شامل ہونے سے رہ نہ جائے۔

(3) نومبایعین کو بھی اس مقدس تحریک میں شامل کیا جائے۔

(4) خاندان کا سرپرست اس امر کو یقینی بنائے کہ گھر کا کوئی فرد اس سکیم میں شامل ہونے سے مرحوم نہ رہے حتی کہ نئے پیدا ہونے والے بچے کی طرف سے بھی چندہ ادا کیا جائے۔

(5) نئے کمانے والے جو پہلے اپنے والدین کے زیر کفالت تھے برسر روزگار ہونے کے بعد اپنی آمد کے مطابق ادائیگی کریں۔

(6) وہ وفات شدگان جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سکیم میں حصّہ لے رہے تھے ان کے عزیز و اقارب ان کی مالی قربانی جاری رکھنے کی طرف توجہ دیں۔

(7) ہر طرح کوشش کی جائے کہ کوئی بھی فرد جماعت اس بابرکت سکیم میں حصّہ لینے سے محروم نہ رہے تا وہ خدا تعالیٰ کی برکات و افضال سے حصّہ پانے والا ہو۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

اسلام کا خدا باوجود عزیز ہونے کے، باوجود تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھنے کے، غالب ہونے کے پھر رحمت اور بخشش کی نظر سے ہی اپنے بندے کو دیکھتا ہے سوائے اس کے کہ بندہ حد سے زیادہ زیادتیوں اور ظلموں پر تلا ہوا ہو۔

آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ اسلام اور خدا تعالیٰ پر ہونے والے اعتراضات کے ردّ کے لئے عزیز اور حکیم خدا کا صحیح تصور پیش کرے جو حسن و احسان میں بھی یکتا ہے۔

(پتّہ کی تکلیف کی وجہ سے اگلے ہفتہ میں آپریشن کا تذکرہ اور دعا کی تحریک)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 26/ اکتوبر 2007ء بمطابق 26/ اخاء 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اسلام پر اعتراض کرنے والے ایک بہت بڑا اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ قرآن کریم نے خدا کا جو تصور پیش کیا ہے وہ نعوذ باللہ بڑے ظالم اور ایسے قاہر خدا کا تصور ہے جو صرف عذاب دینے والا ہے اور اپنے ماننے والوں کو سختی اور تشدّد کا حکم دیتا ہے۔ اس دنیا میں بھی سزا دینے والا ہے۔ اور مرنے کے بعد بھی جہنم کا عذاب ہی لوگوں کے حصے میں آئے گا۔ یہی باتیں قرآن کریم میں پیش کی گئی ہیں۔ ہالینڈ میں ان کے منسٹر یا ایم پی تھے انہوں نے بھی اس قسم کا سوال اٹھایا تھا۔ پوپ صاحب نے بھی اسلام کے پیش کردہ خدا کا اسی طرح مذاق اڑایا تھا اور اسی طرح دوسرے بھی ہیں جو چاہے کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں یا خدا کی ہستی کے انکاری ہیں، اکثر اسلام کی مثال دے کر یہ بات پیش کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا بڑا جابر، ظالم اور قاہر خدا ہے جس کی ہستی میں، جس کے احکامات میں کوئی حکمت نہیں ہے اور خدا کی طرف منسوب ہونے والے سب احکامات نعوذ باللہ بے دلیل اور بے حکمت ہیں اور نتیجتاً اسلام زبردستی کرنے والا اور پُرتشدد مذہب ہے اور اس وجہ سے مسلمانوں میں سختی اور تشدّد کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔

یہ بات تو واضح ہے کہ ان اعتراض کرنے والوں نے نہ تو قرآن کریم کو پڑھا جو پڑھنے کا حق ہے اور نہ ان کو سمجھ آ سکتا تھا اور نہ انہوں نے سمجھنے کی کوشش کی۔ ان کے دل کینوں اور بغضوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے دل کینوں اور بغض سے بھرے ہوئے نہ ہوں، اگر ان لوگوں میں انصاف کی نظر ہو تو دیکھیں کہ اسلام میں سب سے زیادہ خدا کی ہستی کی دلیل دی گئی ہے۔ اس کی صفات ایسی مثالیں دے کر سمجھائی گئی ہیں کہ اگر انصاف کی آنکھ بند نہ ہو تو اسلام میں خدا کے خوبصورت تصور سے زیادہ خوبصورت تصور کہیں نظر نہیں آتا اور نہ ہی آ سکتا ہے۔ اسلام میں تو خدا کے حسن و احسان کا تصور ابتدا میں ہی، پہلی سورۃ میں ہی بیان ہو گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے حسن و احسان کا تصور سورۃ فاتحہ سے یوں پیش فرمایا ہے، آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''قرآن شریف میں تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھہرایا ہے'' یعنی تمام صفات صرف اللہ کے نام میں ہیں ''تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے'' یعنی صحیح، درست اور حقیقی ثابت ہوتا ہے ''کہ جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جاویں۔ پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اس میں پائی گئی تو حسن اس کا ظاہر ہے۔ اسی حسن کے لحاظ سے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا نام نور ہے، جیسا کہ فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور:36) یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ ہر ایک نور اسی کے نور کا پرتَو ہے''۔ لیکن اس نور کو دیکھنے کے لئے تعصب کی عینکیں اتارنی ہوں گی۔ لیکن جو شیطان کی پیروی پر تلے ہوئے ہوں وہ اپنے کئے کا خمیازہ بھگتتے ہیں اور اللہ پھر انہیں نور کی بجائے اندھیروں کی طرف لے جاتا ہے۔ پس اگر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا حسن نظر نہیں آتا یا اللہ کی ہستی کی پہچان نہیں ہوتی تو یہ دیکھنے والے کا قصور ہے جو اپنے دل کے دروازے اور کھڑکیاں بند رکھتے ہیں۔ اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا حسن دیکھنا ہو، اس تصور کو دیکھنا ہو جو اسلام پیش کرتا ہے تو اپنے دل کے دروازوں اور کھڑکیوں کو کھولنا ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ کے احسان کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''احسان کی خوبیاں اللہ تعالیٰ میں بہت ہیں جن میں سے چار بطور اصل الاصول ہیں''۔ چار بنیادی چیزیں ہیں ''اور ان کی ترتیب طبعی کے لحاظ سے پہلی خوبی وہ ہے جس کو سورۃ فاتحہ میں ربّ العالمین کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت یعنی پیدا کرنا اور کمال مطلوب تک پہنچانا'' یعنی جہاں تک کسی چیز کی کوئی طلب ہو سکتی ہے، ضرورت کسی چیز کی ہو سکتی ہے، اس کو ضرورت کے مطابق وہاں تک، اس کی ضروریات کو پہنچانا۔ اور اس میں ہر ایک کی، مختلف چیزوں کی، مختلف اجسام کی اپنی اپنی طلب اور ضرورت ہے اگر جانوروں میں سے لیں تو جانوروں کی، جمادات کی، پودوں کی، درختوں کی تو جس چیز کی تمام چیزوں کو ضرورت ہو، اس کی انتہا تک پہنچنے کا انتظام کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ تمام عالموں میں یہ جو ربوبیت کی صفت ہے وہ جاری ہے جس میں عالم سماوی بھی ہیں اور عالم ارضی بھی ہیں، زمین و آسمان کے تمام عالم میں جو بھی جس چیز کی بھی ضرورت ہے، جس چیز کی بھی مخلوق کے لئے اور اس کی پرورش کے لئے ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ مہیّا فرماتا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''ربوبیت الٰہی اگرچہ ہر ایک موجود کی موجد اور ہر ایک ظہور پذیر چیز کی مُرَبّی ہے'' یعنی جو بھی چیز موجود ہے، اس نے ہی اس کو پیدا کیا ہے اور جو بھی چیز ظاہر ہوئی ہے یا ہو رہی ہے اس کی پرورش کرنے والی بھی خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ لیکن بحیثیت احسان کے سب سے زیادہ فائدہ اس کا انسان کو پہنچتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس لئے انسان کو یاد دلایا گیا ہے کہ تمہارا خدا ربّ العالمین ہے تا انسان کی امید زیادہ ہو اور یقین کرے کہ ہمارے فائدہ کے لئے خدا تعالیٰ کی قدرتیں

وسیع ہیں اور طرح طرح کے عالم اسباب ظہور میں لاسکتا ہے‘‘۔

پھر فرمایا کہ دوسرے درجہ کا احسان رحمانیت ہے۔ فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ کا نام رحمٰن اس وجہ سے ہے کہ اس نے ہر ایک جاندار کو جن میں انسان بھی داخل ہے، اس کے مناسب حال صورت اور سیرت بخشی‘‘۔ یعنی جس کی زندگی کسی جاندار کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنائی، اس کے مناسب حال جن قوتوں اور طاقتوں کی ضرورت تھی وہ اسے مہیا کی گئیں، جس میں جسم کی بناوٹ اور اعضاء وغیرہ بھی شامل ہیں۔ مثلاً پرندے ہیں۔ ہوا میں اڑتے ہیں۔ ان کے جسم کی بناوٹ ایسی ہے کہ اونچا اڑنے والے، زیادہ سفر کرنے والے جو پرندے ہیں، جن کو تیز ہوا کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان کے سامنے کا سینہ انتہائی مضبوط بنایا گیا ہے، بڑا لمبا لمبا سفر کر کے مرغابیاں اور دوسرے پرندے دُور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔ اسی طرح دوسری مخلوق ہے تو آپؑ فرماتے ہیں کہ اسی طرح انسان کو انسان کے مناسب حال طاقتیں عنایت کی ہیں۔‘‘ انسان کو خدا تعالیٰ کی رحمانیت سے سب سے زیادہ حصہ ہے، کیونکہ ہر ایک چیز اس کی کامیابی کے لئے قربان ہو رہی ہے‘‘۔

پھر فرماتے ہیں کہ ’’تیسری خوبی خدا تعالیٰ کی، جو تیسرے درجے کا احسان ہے، رحیمیت ہے۔...... قرآن شریف کی اصطلاح کے رو سے خدا تعالیٰ رحیم اس حالت میں کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤں اور تضییع اعمال سے ان کو محفوظ رکھتا ہے‘‘۔ یہ احسان صرف انسان کے لئے ہے ربوبیت اور رحمانیت سے تو دوسری مخلوق بھی فائدہ اٹھا رہی ہے لیکن رحیمیت صرف اور صرف انسان کے لئے مخصوص ہے اور اگر اس سے انسان فائدہ نہ اٹھائے، اپنے رحیم خدا کو نہ پہچانے تو وہ بھی جانوروں اور پتھروں کی طرح ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں، چوتھا احسان سورۃ فاتحہ میں فقرہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ فرمایا کہ ’’اس میں اور صفت رحیمیت میں یہ فرق ہے کہ رحیمیت میں دعا اور عبادت کے ذریعہ سے کامیابی کا استحقاق قائم ہوتا ہے۔ رحیمیت میں انسان اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے، دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پھر اس کو کامیابی عطا فرماتا ہے۔ اس کی دعائیں سنتا ہے‘‘ اور صفت مالکیت یوم الدین کے ذریعہ سے وہ ثمرہ عطا کیا جاتا ہے‘‘۔ (تفسیر سورۃ الفاتحہ از حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 83 تا 85) یعنی ان دعاؤں کا پھر پھل ملتا ہے۔

پس اسلام کا تو یہ خدا کا تصور ہے کہ اس کی بنیادی صفات کو پہچانو تو اس کا حسن اور اس کا احسان ایک انسان پر ظاہر ہو جاتا ہے اور ایک مومن اپنے خدا کی صفات کا مزید فہم و ادراک حاصل کرتا ہے۔ اگر مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ فرمایا ہے تو بندے پر چھوڑا ہے کہ اس کے حسن و احسان کو دیکھتے ہوئے اس کی صفات کو سمجھ کر ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر نیک اعمال بجالاؤ گے، دعا اور عبادت کرو گے تو نیک جزا پاؤ گے۔ اگر بد اعمال کرو گے تو نتیجہ بھی ویسا ہی نکلے گا۔ لیکن فرمایا کہ سزا جو تمہیں ملے گی، ہر عمل کا بدلہ اس کے مطابق ملتا ہے اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو پہچانو اور اس سے اس کی جزا اور انعام حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف جھکو، یہ نہ ہو کہ گناہوں میں دھنستے چلے جاؤ اور پھر سزا ملے اور پھر کہو کہ اسلام کا خدا سزا دینے والا ہے۔ خدا کو بھلا دو، اس کے آگے نہ جھکو اور پھر یہ کہو کہ خدا نے ہم پر رحم کیوں نہیں کیا؟ اسلام کا خدا ایک طرف کہتا ہے کہ مَیں رحمٰن ہوں، دوسری طرف ہم پر رحم نہیں کر رہا۔ مَیں جو مرضی عمل کرتا چلا جاؤں، مجھے اس کی کوئی سزا نہیں ملنی چاہئے۔ اس دنیا میں بھی انسان قانون بناتا ہے تو اس جزا سزا کے قانون کو اپنے سامنے رکھتا ہے جو اس دنیا میں ہے، ان کی احتیاطیں کرتا ہے لیکن خدا جو عزیز ہے، غالب ہے، قدرتوں والا ہے، قدیر ہے، اس کو یہ لوگ پابند کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں، خدا تعالیٰ کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہئے اور پھر اس نظریے کا پرچار کیا جاتا ہے۔ اسلام کے خلاف غلط باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ لیکن جو اسلام پر اعتراض کرنے والے عیسائیوں میں سے ہیں وہ جو دلیل پیش کرتے ہیں، وہ یہ (ہے) کہ اپنے گناہوں کا کفارہ دوسرے سے کرائیں جو کسی طرح بھی حکمت کی بات نظر نہیں آتی۔ کیا دنیا کے قانون میں اس کو مانتے ہیں کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ اگر یہ چیز اپنے دنیاوی قانون میں نہیں ہے تو پھر یہ احمقانہ نظریہ خدا تعالیٰ کے قانون میں کیوں ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی صفت مالکیت کی بھی ہے کیونکہ وہ مالک ہے اس لئے اس کی مرضی ہے کہ اس کے باوجود کہ بندہ کو اپنے کئے کی سزا مل سکتی ہے، وہ بخشنے کی طاقت اور قدرت بھی رکھتا ہے۔ دنیاوی قانون تو اگر قصور ہے تو اس کی سزا دے گا لیکن اللہ تعالیٰ قصوروں کو بخشنے کی طاقت بھی رکھتا ہے اور اس نے یہ اعلان کیا ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ تو اسلام کا خدا باوجود عزیز ہونے کے، باوجود تمام طاقتیں اور قوتیں رکھنے کے، غالب ہونے کے پھر رحمت اور بخشش کی نظر سے ہی اپنے بندے کو دیکھتا ہے، سوائے اس کے کہ بندہ حد سے زیادہ زیادتیوں اور ظلموں پر تلا ہوا ہو۔ تمام انبیاء کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب ظلم اور زیادتی حد سے بڑھ گئے تب اللہ تعالیٰ کا عذاب یا پکڑ آئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے سوچا کہ دوزخ کے سات دروازے کیوں ہیں اور جنت کے آٹھ دروازے کیوں ہیں۔ تو مجھے سمجھایا گیا کہ جنت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک زائد دروازہ بخشش کا رکھا ہوا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ باوجود غالب ہونے کے بخشش بھی اپنے بندوں، مخلوق اور انسانوں پہ بہت کرتا ہے۔ پس کیا ایسے بخشنہار اور بندوں کی ربوبیت اور رحمانیت کرنے والے خدا کا تصور جابر اور ظالم کا ہو سکتا ہے؟ یہ معترضین کی کم عقلی اور کم علمی ہے۔ اسلام کا خدا کا تصور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ کے نام میں ہے جو تمام صفات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’آجکل توحید اور ہستی الٰہی پر بہت زور آور حملے ہو رہے ہیں۔ عیسائیوں نے بھی بہت کچھ زور مارا اور لکھا ہے لیکن جو کچھ کہا اور لکھا وہ اسلام کے خدا کی بابت ہی لکھا ہے، نہ کہ ایک مردہ مصلوب اور عاجز خدا کی بابت۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وجود پر قلم اٹھائے گا اس کو آخر کار اسی خدا کی طرف آنا پڑے گا جو اسلام نے پیش کیا ہے کیونکہ صحیفہ فطرت کے ایک ایک پتے میں اس کا پتہ ملتا ہے اور بالطبع انسان اسی خدا کا نقش اپنے اندر رکھتا ہے‘‘۔

(مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی رو سے۔ جلد اول صفحہ 308)

گزشتہ جمعہ کو مَیں نے اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز کا ذکر کیا تھا یعنی ایسا خدا جو قوی ہے اور غالب ہے اور سب طاقتوں کا مالک ہے، اسے کبھی مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ آج اس اعتراض کے حوالے سے دوبارہ اسی صفت کا ذکر کروں گا کہ خدا باوجود عزیز ہونے کے نہ سزا دینے میں جلد باز ہے، نہ اپنے بندے کی پکڑ کے انتظار میں رہتا ہے۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے، یہاں یہ بھی بتا دوں کہ صفت عزیز کا جب قرآن کریم میں ذکر آیا ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبے میں بھی بتایا تھا کہ سوائے چند ایک مقامات کے دوسری صفات کے ساتھ ذکر ہے اور جب صفت عزیز کا استعمال ہوا ہے تو نصف جگہ تقریباً عزیز کے ساتھ حکیم کی صفت کا استعمال ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ صفت بھی ہر فیصلہ حکمت کے ساتھ کرتی ہے، اور پھر صفت عزیز کا استعمال صفت رحیم کے ساتھ ہوا ہے، صفت حمید کے ساتھ ہوا ہے، وہاب کے ساتھ ہوا ہے، غفور کے ساتھ ہوا ہے اور کریم کے ساتھ ہوا ہے۔ اور جہاں صفت عزیز کے ساتھ سزا دینے یا اپنے قوی یا ذوانتقام ہونے کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے، یعنی انتقام لینے والا، سزا دینے والا یا قوی کا اظہار ہوا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے وجوہات بیان فرمائی ہیں کہ کیوں اللہ تعالیٰ انتقام لیتا ہے، کیوں سزا دیتا ہے، یا طاقت کا اظہار کرتا ہے، اور یہ ذکر کل دس بارہ جگہ ہوا ہے۔

پس اگر کوئی انصاف کی آنکھ سے دیکھے، اپنے ماحول پر نظر ڈالے، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت پر غور کرے، تو سوال ہی نہیں کہ رحیمیت کی طرف توجہ پیدا نہ ہو اور جو اس حد تک بغاوت پر آمادہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان ہی نہیں کرنا چاہتا تو اللہ تعالیٰ باوجود عزیز ہونے کے فرماتا ہے کہ اس کی سزا اُس کو اگلے جہان میں دوں گا۔ مرنے کے بعد اس سے معاملہ کروں گا۔ سوائے ان کے جنہوں نے انبیاء کے ماننے والوں کے ساتھ زیادتی کی، انبیاء کے ساتھ زیادتی کی، ان کا جینا اجیرن کر دیا ہے، معاشرے کی زندگی اجیرن کر دی انہیں اس دنیا میں بھی سزا ملتی رہی۔

پس جو اللہ تعالیٰ کا قانون توڑے اور حد سے بڑھنے والا ہو، اس کے پیاروں سے استہزاء کرنے والا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس لئے پکڑ کرتا ہے تا کہ جو قوم اس طرح کر رہی ہے ان میں سے اگر کسی کی اصلاح ہو سکتی ہے تو اصلاح ہو جائے یا بعد میں آنے والی قومیں بھی ان سے عبرت پکڑیں اور اپنے انبیاء کا استہزاء نہ کریں۔ ان کے لئے ایسا عبرت کا نمونہ ہو جو ان کی اصلاح کا باعث بنے۔ پس ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ ذوانتقام اور قوی ہونے کا اظہار کرتا ہے تا کہ دنیا کو پتہ لگے کہ خدا عزیز ہے، اس کو یا اس کے پیاروں کو یا اس کے ماننے والوں کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ایسے لوگوں کو بھسم کر دیا کرتی ہے۔

اس کی چند مثالیں میں قرآن کریم سے دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے کہ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ (آل عمران: 5) یعنی ان سے پہلے لوگوں کے لئے ہدایت کے طور پر اور اُسی نے فرقان نازل کیا۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا، ان کے لئے سخت عذاب مقدر ہے اور اللہ کامل غلبہ والا اور انتقام لینے والا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اُن سے انتقام لیتا ہے جو بار بار کی نصیحت کے باوجود اور باوجود اس کے کہ تورات اور انجیل میں (اس کو اگر سیاق و سباق سے پڑھیں تو ان میں) بھی یہ ذکر ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو یعنی ان کی جو بنیادی تعلیم تھی وہ تو ایک خدا کی عبادت کی ہے۔ بعد میں بعض تبدیلیاں کی گئی ہیں اور بندے کو خدا بنایا گیا یا شرک کی تعلیم دی گئی۔ پھر یہ بھی تعلیم تھی کہ بعد میں آنے والے کو جس نے خاتم الانبیاء کا اعزاز پاتے ہوئے آنا ہے اس کو بھی قبول کرنا ہے۔ پھر بھی اگر عبادت کا حق ادا نہیں کرتے اور نہ صرف عبادت نہیں

کرتے بلکہ شرک میں مبتلا ہو اور آنے والے کو قبول کرنے کی بجائے اس کی دشمنی میں بھی حد سے بڑھے ہوئے ہو تو پھر یاد رکھو کہ ایسے منکرین پھر کامل غلبہ والے کی پکڑ اور عذاب کے نیچے آتے ہیں۔

پھر قرآن کریم فرماتا ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ۔ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ھَدْیًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْعَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ۔ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ۔ وَمَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ۔ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (المائدہ:96) کہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، شکار مارا نہ کرو جب تم احرام کی حالت میں ہو۔ (یہ حج کے احکامات کے ساتھ ہے) اور تم میں سے جو اسے جان بوجھ کر مارے تو اس کی سزا کے طور پر کعبہ تک پہنچنے والی ایسی قربانی پیش کرے جو اس جانور کے برابر ہو جسے اس نے مارا ہے۔ اس کا فیصلہ تم میں سے دو صاحبِ عدل کریں یا پھر اس کا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا پھر اس کے برابر روزے رکھنا ہے تا کہ وہ اپنے فعل کا نتیجہ چکھے، اللہ نے درگزر کیا ہے اس سے جو گزر چکا۔ پس جو اعادہ کرے گا تو اللہ ان سے انتقام لے گا اور اللہ کامل غلبہ والا اور انتقام لینے والا ہے۔

اب مَیں یہاں صرف دشمنوں یعنی مخالفین کا بیان نہیں کر رہا بلکہ وہ آیت لی ہے جن میں انتقام کا ذکر عزیز کے ساتھ ہے۔ یعنی چار جگہ قرآن کریم میں یہ آیات ہیں۔ اب یہاں بھی مومنوں کو یہ حکم ہے کہ یہ کام جس کے نہ کرنے کا حکم ہے وہ نہیں کرنا۔ اگر کرتے ہو تو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ یہاں انتقام کا مطلب ظلم سے بدلہ لینا نہیں ہے جیسے کینہ ور ظلم سے بدلہ لیتا ہے، بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس قانون کو توڑنے کی سزا ملے گی اور اللہ عزیز ہے، غالب ہے اور برے کام کی سزا دیتا ہے۔

پھر ایک جگہ مخالفین کے تعلق میں فرمایا ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (ابراھیم:48)۔ پس تو ہرگز اللہ کو اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدوں کی خلاف ورزی کرنے والا نہ سمجھ یقیناً اللہ تعالیٰ کامل غلبہ والا اور ایک سخت انتقام لینے والا ہے۔ یہاں رسول کو اور ماننے والوں کو تسلی دلائی ہے کہ مخالفین جیسا بھی زور لگالیں، جتنا چاہیں تدبیریں کرلیں، آخرکار ان کا انجام برا ہے کیونکہ انہوں نے اس خدا کے پیارے سے ٹکر لی ہے جو غلبہ والا اور سزا دینے والا ہے۔ پس ایسے لوگ اپنی زیادتیوں سے باز نہ آنے کی وجہ سے سزا کے حقدار ٹھہرتے ہیں اور یہ تسلی ہے رسول کو، اللہ کے نبی کو اور اس کے ماننے والوں کو جیسا آنحضرت ﷺ کو دی تھی۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے والوں کو بھی تسلی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتا بلکہ جس طرح پہلے وعدہ پورا کرتا آیا ہے، آج بھی مخالفت سے باز نہ آنے والوں کے حصے میں رسوائی ہے اور ان کی سزا مقدر ہے۔

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ یَّهْدِاللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ۔ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ (الزمر: 38) اور جسے اللہ ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا اللہ کامل غلبے والا اور انتقام لینے والا نہیں ہے؟ یہاں پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تسلی دلائی ہے کہ جو اللہ سے تعلق جوڑنے والے ہیں، انہیں کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور مخالفین کے لئے یہ بات لکھی گئی ہے کہ ان کو اس مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا ملے گی جو وہ الٰہی جماعتوں کی کرتے ہیں تا کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں، ہدایت سے ہٹ کر ان کے ساتھ نہ مل جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ۔ یہ کہہ کر مومنوں کو، ہدایت پانے والوں کو بھی تسلی دلائی ہے کہ تم ان دھمکیوں سے نہ ڈرو، اللہ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے ہدایت کے راستے پر چلنے کی توفیق مانگتے رہو۔ وہ غالب خدا یقیناً تمہارے مخالفین کو پکڑے گا اور ہمیشہ پکڑتا آیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت صالحؑ کا ذکر کر کے فرمایا کہ قوی اور عزیز خدا نے حضرت صالحؑ کے دشمنوں کو نابود کر دیا اس لئے کہ وہ حد سے بڑھنے والے تھے، اس قوم نے باوجود تنبیہ کے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس اونٹنی کی کونچیں بھی کاٹ دیں جس سے منع کیا گیا تھا۔ تو پھر قوی اور العزیز خدا نے عذاب دکھایا۔

پھر آلِ فرعون کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر: 43) انہوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں کامل غلبہ والے اور طاقتور اور مقتدر کی طرح پکڑ لیا۔ پس یہ بیان کر کے اُن لوگوں کو بھی توجہ دلائی جو ظلم میں حد سے بڑھنے والے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول ﷺ کا انکار اور استہزاء کرنے والے ہیں کہ تم لوگ بھی اپنی حدوں کے اندر رہو۔ آج بھی جو استہزاء اور زیادتیوں میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں ان کے لئے بھی یہ واضح حکم ہے، انذار ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ اب قیامت تک ممتد ہے، قیامت تک پھیلا ہوا ہے اور آپ کے عاشقِ صادق کے آنے کے بعد یہ پیغام دنیا تک پھیل چکا ہے۔ اس لئے استہزاء اور دلآزاری کی باتوں اور حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ قادر، غلبہ والا خدا تمہیں پکڑنے کی طاقت رکھتا ہے۔ تمہیں خدا کی طرف سے اپنی حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں ملی ہوئی۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہیں خدا کی طرف سے کوئی ضمانت مل گئی ہے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔

پس اسلام کے خدا پر اعتراض کرنے کی بجائے، رسول کریم ﷺ پر استہزاء کرنے کی بجائے، اللہ کا خوف اپنے دلوں میں طاری کرو۔ اسلام نے جس خدا کا تصور پیش کیا ہے اس نے تمام انبیاء کو وعدہ کے مطابق دشمن سے بچایا ہے۔ کیا یہ لوگ ایسے خدا کا تصور پیش کرنا چاہتے ہیں جو اپنے پیاروں کو دشمن سے بھی بچانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اللہ فرماتا ہے کہ اگر اللہ اپنے پیاروں کی حفاظت کرنے والا نہ ہو، اگر خدا اپنی طاقت اور غلبہ والا ہونے کا اظہار کرنے والا نہ ہو تو دنیا میں فساد پڑ جائے، اسی لئے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت بھی دی گئی تھی۔ جو یہ الزام لگاتے ہیں کہ تشدد کا حکم ہے تو اجازت اس لئے دی گئی تھی کہ اپنی حفاظت کریں اور فساد سے بچنے کے لئے یہ ضروری چیز ہے۔ سورۃ حج میں اس کا بیان ہوا ہے۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا۔ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (الحج:41) یعنی اگر خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہ ہوتی کہ بعض کو بعض کے ساتھ دفع کرتا تو ظلم کی نوبت یہاں تک پہنچتی کہ گوشہ گزینوں کے خلوت خانے ڈھائے جاتے اور عیسائیوں کے گرجے مسمار کئے جاتے اور یہودیوں کے معبد نابود کئے جاتے اور مسلمانوں کی مسجدیں جہاں کثرت سے ذکرِ خدا ہوتا ہے منہدم کی جاتیں۔ اس جگہ خدا تعالیٰ یہ ظاہر فرماتا ہے کہ ان تمام عبادت خانوں کا مَیں ہی حامی ہوں اور اسلام کا فرض ہے کہ اگر مثلاً کسی عیسائی ملک پر قبضہ کرے تو ان کی عبادت خانوں سے کچھ تعرض نہ کرے اور منع کر دے کہ ان کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں‘‘۔ ان کو چھیڑا نہ جائے، ان کو گرایا نہ جائے۔ ’’اور یہی ہدایت احادیث نبویہؐ سے مفہوم ہوتی ہے کیونکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جبکہ کوئی اسلامی سپہ سالار کسی قوم کے مقابلے کے لئے مامور ہوتا تھا تو اس کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادت خانوں اور فقراء کے خلوت خانوں سے تعرض نہ کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کس قدر تعصب کے طریقوں سے دور ہے کہ وہ عیسائیوں کے گرجاؤں اور یہودیوں کے معبدوں کا ایسا ہی حامی ہے جیسا کہ مساجد کا حامی ہے۔ ہاں البتہ اس خدا نے جو اسلام کا بانی ہے یہ نہیں چاہا کہ اسلام دشمنوں کے حملوں سے فنا ہو جائے بلکہ اس نے دفاعی جنگ کی اجازت دی ہے اور حفاظتِ خود اختیاری کے طور پر مقابلہ کرنے کا اِذن دے دیا ہے‘‘۔ (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 393-394۔ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 333-334)

پس کیا ایسے حالات میں جبکہ دنیا کا امن قائم کرنا ہو ان لوگوں کے نزدیک ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے؟ کیا اگر ان اعتراض کرنے والوں پر اس طرح حملہ ہو اور ان کو مسلسل تنگ کیا جاتا رہے تو وہ ہتھیار اٹھائیں گے کہ نہیں۔ ہتھیار بنانے کے کارخانے اور جدید ترین ہتھیار اور جدید ترین اسلحہ سے لیس فوجیں تو ان ملکوں کی ہیں جن کے بعض لوگ اسلام پر شدت پسند ہونے کا اعتراض کرتے ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ اسلام کا خدا تشدد کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت سے عاری ہے۔ کیا ظلم کو روکنے کے لئے اور دفاع کے لئے مقابلے کا حکم پُرحکمت ہے یا حکمت سے عاری ہے۔ پس اللہ فرماتا ہے کہ مَیں باوجود غلبہ رکھنے کے بلاوجہ مخلوق پر ظلم کرتے ہوئے طاقت کا اظہار نہیں کرتا۔ لیکن جو میرے بندوں پر ظلم کرتے ہیں، ان کے خلاف ہیں، انتہا تک پہنچے ہوئے ہیں، ان کے خلاف پھر میں صفت عزیز کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں۔

جہاں تک مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز کا ادراک دلانے کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (البقرۃ:210) پس اگر تم اس کے بعد پھسل جاؤ کہ تمہارے پاس کھلے کھلے نشانات آچکے ہیں تو جان لو کہ اللہ کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔ یعنی اگر تم ان نشانات کو دیکھنے اور قبول کرنے کے بعد صحیح طرح عمل نہیں کرتے اور ڈگمگاتے رہے اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ دیتے رہے اور جب اللہ تعالیٰ تمہیں طاقت دیتا ہے تو پھر اس کا غلط استعمال کرتے رہے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا نہ کرتے رہے تو یاد رکھو تمہارے اوپر بھی ایک غالب خدا موجود ہے جو تمہیں تمہارے ان ظلموں کی وجہ سے پکڑ سکتا ہے اور تمہارے سے تمہاری طاقت اور اختیارات چھین سکتا ہے۔ پس ہمیشہ اس کے حکموں پر چلو، اس پر ایمان رکھو، اس پر ایمان کو مضبوط کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں توفیق دی ہے کہ ایسے عزیز اور حکیم خدا کو مانا جس

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں۔ اگر اِس خدا پر ایمان میں مضبوط نہیں ہوتے رہو گے اور اس کے احکامات پر عمل نہیں کرتے رہو گے، حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دو گے تو اس کی سزا کی پکڑ میں آ سکتے ہیں۔ اور اس کی سزا کسی ظلم کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ اِس حکمت کے تحت ہوگی کہ تمہاری اصلاح ہو۔

پس یہ عزیز اور حکیم خدا کا تصور ہے اسلام کو ماننے والے کے لئے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں پیش فرمایا ہے کہ ظلموں کا تو سوال ہی نہیں، اگر حقوق کی صحیح ادائیگی بھی نہیں ہو رہی تو اللہ تعالیٰ کو جوابدہ ہو۔

آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ اسلام اور خدا تعالیٰ پر ہونے والے اعتراضات کے ردّ کے لئے عزیز اور حکیم خدا کا صحیح تصور پیش کرے جو حسن و احسان میں بھی یکتا ہے اور اگر بندوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑتا ہے تو پھر زبردستی اور ظلم سے نہیں پکڑتا بلکہ ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑتا ہے اور حد سے بڑھے ہوؤں کو اس لئے پکڑتا ہے کہ دنیا میں امن اور سلامتی قائم ہو۔ جہاں یہ پیغام ہم نے غیر مذہب والوں کو دینا ہے، ان کے اعتراضات ردّ کرنے ہیں وہاں مسلمانوں کو بھی یہ پیغام ہے کہ تم کہتے ہو کہ ہم عزیز خدا کو مانتے ہیں جس کا قرآن نے تصور دیا ہے لیکن یاد رکھو کہ یہ حکم بھی ہے کہ نشانات دیکھ کر پھسلو نہ۔ عزیز و حکیم خدا کا تصور تب حقیقی رنگ میں مکمل ہوگا جب مسیح موعود جو آنحضرت ﷺ کے ظل ہیں، غلام ہیں، ان کی شریعت کو دنیا پر لاگو کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، جن کا آنا بھی عزیز اور حکیم خدا کی طرف سے ہے، ان کے ساتھ اب دین کے غلبہ کا وعدہ ہے۔ پس اس دعویٰ اور مسیح موعود کے پیغام پر غور کرو کہ یہ بھی حکمت سے خالی نہیں اور حکیم خدا کی طرف سے ہے، عزیز خدا کی طرف سے ہے جس نے انشاء اللہ تعالیٰ غلبہ عطا فرمانا ہے۔ اللہ مسلمانوں کو سمجھنے کی توفیق دے اور ہمیں خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں حقیقی طور پر پہنچانے کی توفیق دے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبہ کے دن دیکھنے والے ہوں۔

اس وقت مَیں ایک دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ کچھ عرصہ سے مجھے پتہ کی تکلیف تھی، ڈاکٹروں نے چیک وغیرہ کیا ہے۔ پہلے تو سنا کرتے تھے، اردو میں محاورہ تھا ’علاج دنداں اخراج دنداں‘ لیکن اب ڈاکٹروں نے یہ محاورہ بنا دیا ہے کہ ’علاج پتہ، اخراج پتہ‘۔ ڈاکٹروں کا آپریشن کا مشورہ ہے۔ اگلے ہفتہ میں انشاء اللہ آپریشن ہوگا۔ تو یہ دعا کریں کہ جو زندگی ہے اللہ تعالیٰ فعال زندگی دے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والی زندگی دے اور خود اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔

جماعت احمدیہ ڈنمارک کے پندرھویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

جلسہ کے شرکاء کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

(رپورٹ مرتبہ: احمد بشارت ناظم رپورٹنگ)

مورخہ 21 / جولائی 2007ء کو مسجد نصرت جہاں کی تعمیر پر چالیس سال پورے ہونے پر چالیس سالہ جوبلی کے سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مورخہ 17 / اگست 2007ء کو ایک تقریب منعقد کی گئی اور اس تقریب کے اگلے روز 18 / اگست 2007ء کو جماعت احمدیہ ڈنمارک کا پندرھواں جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا۔

18 / اگست کو باجماعت نماز تہجد سے دن کا آغاز ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم مکرم مولانا سید کمال یوسف صاحب نے دیا جو اس موقع پر بطور مرکزی نمائندہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ٹھیک گیارہ بجے قبل دوپہر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ لوائے احمدیت مکرم کمال یوسف صاحب نے اور ڈینش جھنڈا مکرم نعمت اللہ صاحب بشارت امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نے لہرایا۔ ازاں بعد محترم مولانا صاحب موصوف نے اجتماعی دعا کرائی۔

جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس وقت مقررہ 11:15 پر مکرم مولانا کمال یوسف صاحب (مرکزی نمائندہ) کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے حضور انور کا پیغام احباب جماعت کو پڑھ کر سنایا اور اس پیغام کی روشنی میں جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کا مکمل متن درج ذیل ہے:

”پیارے احباب جماعت احمدیہ ڈنمارک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ ڈنمارک کا پندرھواں جلسہ سالانہ مورخہ 17، 18 اگست 2007ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب و کامران فرمائے اور آپ کو اس کی برکات سے کماحقہ مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔ میرا اس موقع پر آپ کے لئے یہ پیغام ہے کہ آپ اُس نُور کو ڈنمارک میں پھیلانے کے لئے بھرپور کوشش کریں جس سے آپ خود منور ہوئے ہیں۔ ہر احمدی کا یہ بنیادی فرض ہے کہ وہ احمدیت کے پیغام کو دوسرے لوگوں تک پہنچائے۔ قرآن کریم نے تبلیغ کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے اور اسے اہم فریضہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اے رسولؐ جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے اُس کو لوگوں تک پہنچاؤ۔ اس لئے یہ ایک بڑی بھاری ذمہ داری ہے جو ہر احمدی پر عائد ہوتی ہے۔ ایک زبردست امانت ہے جو آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ جب تک آپ اس ہدایت کو ڈنمارک کے ہر باشندے تک نہیں پہنچا لیتے اس وقت تک خدا تعالیٰ کے حضور ہرگز سرخرو نہیں ہو سکتے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دلی تمنا اور تڑپ تھی کہ اسلام کا پیغام ساری دنیا میں پھیل جائے۔ آپ اپنی اس تمنا کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

”ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچا لیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں“۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 219)

یہی خواہش اور یہی جذبہ آپ میں سے ہر احمدی کے اندر پیدا ہونا چاہئے۔ اس وقت یورپ میں آنحضرت ﷺ اور اسلام کے خلاف جو فضا مکدّر رہے اس فضا کو آپ نے خوشگوار بنانا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نیک سیرت کے نمونے کو دنیا پر ظاہر کرنا ہے۔ آپ ﷺ کے پاک، صاف اور شفاف چہرے کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔

امیر صاحب ڈنمارک نے بتایا ہے کہ 17 / اگست 2007ء کو مسجد نصرت جہاں کی چالیس سالہ جوبلی کے سلسلہ میں ایک تقریب منعقد ہوگی۔ اس تقریب میں اہم شخصیات بھی شامل ہو رہی ہیں۔ آپ نے اُن کو بتانا ہے کہ مساجد خدا کا گھر ہیں اور خدا تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں اور مساجد سے ہمیشہ ذکر الٰہی بلند ہوتا ہے اور ان کے دروازے بلاتمیز رنگ و نسل تمام ایسے لوگوں کے لئے کُھلے ہیں جو خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے آتے ہیں۔ مساجد صلح اور امن کا پیغام ہیں۔ اس چیز کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے اپنا نیک نمونہ پیش کرنا ہے۔ آپ کی طرف سے کوئی ایسا عمل ظاہر نہیں ہونا چاہئے جو مساجد کے مقام کو مجروح کرے۔ آپ مخلوق کے ہمدرد بن جائیں۔ ہر شرّ سے پرہیز کریں۔ اپنے دلوں کو پاک و صاف کریں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”چاہئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق، عادات، استقامت، پابندیٔ احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ پس ان باتوں کو یاد رکھو“۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 265)

نیز فرماتے ہیں:

”پس اب موقعہ ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے آپ کو درست کر لو اور اس کے فرائض کی بجا آوری میں کمی نہ کرو۔ خلق اللہ سے کبھی بھی خیانت، ظلم، بدخُلقی، تُرش رُوئی، ایذا دہی سے پیش نہ آؤ۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو کیونکہ ان چیزوں کے بدلے بھی خدا تعالیٰ مواخذہ کرے گا۔ جس طرح خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی، اس کی عظمت توحید اور جلال کے خلاف کرنے اور اس سے شرک کرنا گناہ ہیں اسی طرح اس کی خلق سے ظلم کرنا۔ ان کی حق تلفیاں نہ کرو۔ زبان یا ہاتھ سے دُکھ یا کسی قسم کی گالی گلوچ دینا بھی گناہ ہیں۔ پس تم دونوں طرح کے گناہوں سے پاک بنو اور نیکی کو بدی سے خلط ملط نہ کرو“۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 238-237)

آخر پر آپ کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ خلافت جوبلی کے لئے آپ کو جو پروگرام دیا گیا ہے اس پر عمل پیرا رہیں۔ اس کی طرف مَیں تفصیل سے اپنی اختتامی تقریر برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ میں توجہ دلا چکا ہوں۔ خلافت کے استحکام کے لئے دعائیں کرتے رہیں کیونکہ اسی کے ذریعہ تمہاری روحانی زندگی کی بقا ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے گی اور آپ اس کے ساتھ چمٹے رہیں گے تب تک آپ کو ہر قسم کے امن و امان اور روحانی بقا کی ضمانت خدا کی طرف سے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو روحانی ترقیات سے نوازے۔ اللہ آپ کو ہمیشہ خلافت احمدیہ کا فرمانبردار اور مطیع بنائے۔

والسلام۔ خاکسار

مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس)“

افتتاحی خطاب کے بعد مکرم مولانا کمال یوسف صاحب نے دعا کروائی۔ ازاں بعد مکرم مولانا حافظ مظفر احمد صاحب (ناظر دعوت الی اللہ پاکستان) کی صدارت میں اجلاس کے دوسرے حصہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس اجلاس میں مکرم شاہد احمد کاہلوں صاحب مشنری انچارج ناروے نے ”تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں“ پر اور مکرم آغا یحیٰی خان صاحب مشنری انچارج سویڈن نے ”آنحضرت ﷺ کا ذوق عبادت“ کے موضوع پر تقاریر کیں۔

جلسہ کا دوسرا اجلاس تین بجے شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم محمود احمد شمس صاحب امیر سویڈن نے ”نظام خلافت اور اس کی برکات“ اور مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نے ”ذکر حبیب علیہ السلام“ کے موضوع پر اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب (ناظر دعوت الی اللہ پاکستان) نے ”اسلامی جہاد کی فضیلت سیرت النبیؐ کی روشنی میں“ کے موضوع پر نہایت جامع تقاریر کی۔

اس جلسہ کا اختتامی اجلاس چار بج کر پچاس منٹ پر مکرم مولانا کمال یوسف صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ نظم کے بعد مکرم مولانا صاحب نے اختتامی خطاب کیا۔

آپ کے بعد مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نے تمام مقررین اور کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔ مکرم کمال یوسف صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور اس طرح یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے شرکاء کی کل تعداد 229 رہی۔

MOT
CLASS IV: £45
CLASS VII: £53
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

انسانی رویّے اور زاویۂ نگاہ

(مقصود احمد علوی۔ جرمنی)

دنیا میں ہر انسان کو کسی نہ کسی مسئلہ کا سامنا رہتا ہے۔بعض کو کاروباری زندگی میں مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ اُنہیں کاروبار کو ترقی دینے کی فکر کھائے جا رہی ہوتی ہے۔ بقول اُن کے ملازمین الگ تنگ کرتے ہیں جو اپنے فرائض سے انصاف نہیں کرتے۔اس کیلئے وہ دن رات محنت کرتے ہیں یہاں تک اُن کی گھریلو زندگی بھی متاثر ہو جاتی ہے۔اُنہیں اس کا احساس بھی ہوتا ہے کہ کاروبار کی وجہ سے بیوی بچوں کو وقت نہیں دے پا رہے۔لیکن کوشش کے باوجود اِس صورتِ حال سے نکلنے کی کوئی راہ اُنہیں نظر نہیں آتی۔

بعض کو اپنی اولاد کی طرف سے شکایت ہوتی ہے جو اُن کے ہاتھوں سے نکل چکی ہوتی ہے۔اُنہیں یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ اُن کی اپنی ہی غفلت کی وجہ سے یہ صورتِ حال پیدا ہوئی ہے کیونکہ اُنہوں نے وقت پر اُن کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہ کی تھی۔ اب دوستوں، بزرگوں اور عزیزوں کے سامنے اپنا رونا روتے رہتے ہیں اور مدد کی درخواست کرتے ہیں کہ اُن کے بیٹے باغی ہو چکے ہیں اور اُن سے بات تک کرنا گوارا نہیں کرتے، آپ ہی اُنہیں سمجھائیں۔

بعض کو کاہلی اور سُستی کی بیماری نے گھیر رکھا ہوتا ہے۔کوئی مصروفیّت نہیں ملتی۔ سارا سارا دن گھر میں فارغ بیٹھے رہتے ہیں۔ بیوی بھی تنگ پڑ چکی ہے جس سے اکثر نوک جھونک ہوتی رہتی ہے۔صورتِ حال سے تنگ ہیں اور کئی منصوبے بناتے ہیں لیکن کسی پر عمل نہیں کر سکتے۔اچھی خوراک اور فارغ رہنے کی وجہ سے موٹاپے کی طرف مائل ہیں۔ ڈاکٹر نے بھی وارننگ دے رکھی ہے۔کسی اخبار یا رسالے میں کبھی کوئی مضمون صحت کے بارے میں پڑھ کر ایک آدھ دن کیلئے جوش آتا ہے اور ورزش کے منصوبے بناتے ہیں اور ایک آدھ ہفتہ عمل بھی کرتے ہیں لیکن پھر پہلے کی سی کیفیّت طاری ہو جاتی ہے۔دن، مہینے اور سال اسی طرح گزر رہے ہیں اور اس پریشانی سے چھٹکارہ نہیں پا رہے۔

بعض بیویاں ہیں کہ خاوندوں سے نالاں ہیں اور بعض خاوند بیویوں کے رویّوں سے تنگ ہیں۔ دونوں اطراف سے ایک دوسرے کو قصوروار ٹھہرانے کا سلسلہ جاری ہے۔ دونوں کے رشتہ دار، دوست اور ہمدرد مشورے دیتے ہیں۔ کچھ تو اُن کے مسائل کو نیک نیّتی سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ بعض حل کرنے کے بہانے جلتی پر تیل ڈالتے ہیں۔ گھر جہنم بنے ہوئے ہیں اور سکون غارت ہو چکا ہے۔ بچے متاثر ہو رہے ہیں اور پیار کی تلاش میں گھروں سے باہر کا رُخ کر رہے ہیں۔بعض میاں بیوی بظاہر سمجھدار اور تعلیم یافتہ ہیں لیکن پھر بھی اپنے مسائل حل کرنے میں ناکام ہیں۔

بعضوں کو اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے شکایات ہیں جن کے ساتھ بقول اُن کے اُنہوں نے ہمیشہ نیکی کی لیکن جواب میں اُن احسان فراموشوں نے ہمیشہ بُرا ہی سلوک کیا۔کوئی تو جائیداد کا حصہ غصب کر گیا اور کسی نے رقم ہتھیا لی۔کوئی پلاٹ اور زمین بیچ کر کھا گیا تو کسی نے ناحق بیٹی کو طلاق دلوا دی جواب چار بچوں کے ساتھ گھر میں بیٹھی ہے۔جنہیں دوست سمجھتے تھے وہی مارِ آستیں نکلے۔ ایک آگ ہے جس میں وہ جل رہے ہیں اور ہر ایک کو یہی دکھڑے سناتے ہیں۔

بعضوں کو اپنے افسران سے اور افسران کو اپنے ماتحتوں سے شکایات ہیں۔افسران سمجھتے ہیں کہ اُن کے ماتحت کام چور ہیں۔اپنے فرائض کماحقہٗ ادا نہیں کرتے۔ فارغ بیٹھے گپیں ہانکتے ہیں اور افسران کے خلاف منصوبے بناتے ہیں اور ادارے کی پُرامن فضا کو خراب کرتے ہیں۔ بیماری کا بہانہ کر کے چھٹیاں کرنا ان کا روز کا معمول بنا ہوا ہے۔جب دیکھو مراعات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ماتحتوں کو دیکھو تو وہ افسران کے خلاف زہر اگلتے ہیں کہ اِن لوگوں کو ماتحتوں سے کام لینا نہیں آتا۔ یہ درست ہے کہ ہم یہاں ملازم ہیں لیکن آخر انسان ہیں۔ یہ لوگ قطعاً عزتِ نفس کا خیال نہیں رکھتے ان کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں، ہر وقت کونین پی رکھی ہوتی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ کے سوا بات ہی نہیں کرتے۔ چاہتے ہیں کہ اِن کے حصے کا کام بھی ہم ہی کریں۔گھنٹوں کے حساب سے تو ان کی ٹی بریک چلتی ہے۔راتوں رات امیر بننا چاہتے ہیں۔ جب بھی تنخواہ بڑھانے کا نام لو بس بخار چڑھ جاتا ہے۔

بعض کو یہ بیماری ہوتی ہے کہ کسی کو خیر پہنچے تو اُنہیں اچھا نہیں لگتا۔بس جل کر کباب ہو جاتے ہیں۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی مبارک تو دیتے ہیں لیکن دل میں کڑھتے ہیں۔

بعضوں کو خود پسندی کا مرض ہوتا ہے۔ جو بھی اُن کے پاس بیٹھتا ہے اُنہیں اپنی ہی تعریف میں رطب اللسان پاتا ہے۔کسی بھی موضوع پر بات ہو وہ اپنے آپ کو اُس میدان کا شہسوار ثابت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔دو آنے کا کام کریں تو دوسو کا ظاہر کرتے ہیں۔ عادت ایسی پکی ہو چکی ہے گویا فطرتِ ثانیہ ہے۔بعض بیباک اور بے تکلف دوست اُن کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہیں تو احساس کا ایک جھونکا سا آتا ہے لیکن اپنے رویّے میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔

یہ اور اسی طرح کے کئی دوسرے مسائل ہیں جن کے حل کے لئے لوگ اپنی سے کوششیں کرتے رہتے ہیں لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔ یہ ایسے مسائل ہیں جو ہماری روزمرہ زندگی کا حصہ ہیں اور ہم سب ان سے آگاہ ہیں۔ یہ مسائل ایسے نہیں ہوتے کہ حساب کے کسی مسئلہ کی طرح ریاضی کے پروفیسر سے جا کر انسان سمجھ لے اور معاملہ ختم۔ یہ بڑے گہرے معاشرتی مسائل ہیں جن کا حل کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔

کسی بھی مسئلہ کے حل کیلئے جہاں یہ ضروری ہے کہ اُس کی وجہ کی درست تشخیص ہو وہاں یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ اُس کا علاج بھی درست تجویز ہو اور پھر اُس پر عمل بھی ٹھیک طرح سے ہو۔ پاؤں میں چبھی ہوئی کیل جب تک نکالی نہیں جاتی ہزار کوشش کرو کہ پاؤں صحتمند ہو جائے یہ کبھی ممکن ہی نہیں اور ایسی کوششیں وقت اور دولت کا ضائع کرنا اور سعیٔ لاحاصل ہے۔گھر کے کسی کمرے سے اگر بُو آ رہی ہو تو جب تک تلاش کر کے کونے کھدرے سے مرا ہوا چوہا نکال کر باہر نہیں پھینکا جاتا بُو ختم نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی شخص دو ہفتے سے نہایا نہیں اور نہ ہی کپڑے تبدیل کئے ہیں تو عطر لگانے سے وقتی طور پر اُس سے بُو تو نہیں آئے گی لیکن یہ کوئی مستقل حل نہیں ہے۔اِس کے لئے اُسے نہانا اور کپڑے تبدیل کرنا پڑیں گے۔مشکل یہی ہے کہ اکثر لوگ مسائل کے حل کیلئے وجہ کو تو دور نہیں کرتے اور وقتی اور فوری حل کے لئے دوسری سمت میں کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ دب جاتے ہیں اور کچھ ہی وقت کے بعد دوبارہ سامنے آ جاتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلا زینہ یہ ہے کہ انسان درپیش مسائل کی وجوہات دریافت کرے۔

دراصل ان سب مسائل کی وجہ ہمارے نامناسب رویّے، اندازِ فکر اور طرزِ عمل ہے جن سے یہ مسائل پھوٹتے ہیں۔ اگر ہمارے رویّے درست ہو جائیں تو مسائل خود بخود غائب ہو جاتے ہیں۔ دو قسم کے انسانی اطوار ہیں جن کے ذریعے رویّوں کی درستگی کی کوشش کی جاتی ہے۔ان کی کسی قدر تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

کردار اور شخصیّت

کردار انسان کی اندرونی کیفیّات کے قدرتی اظہار کا نام ہے۔ یہ کیفیّات تربیت اور ماحول کے زیرِ اثر اچھی بھی ہو سکتی ہیں اور بری بھی اور یہی انسان کے کردار کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ اچھی کیفیّات کو ہم اخلاقِ حسنہ کا نام دیتے ہیں اور بری کو اخلاق سیئہ کا۔ ایک باکردار شخص باطنی سچائی کے ساتھ بغیر کسی قسم کی ریاکاری کے اپنے اخلاق کا اظہار کرتا ہے۔لیکن شخصیّت کا اظہار باطنی اخلاق کے زیرِ اثر ہونا ضروری نہیں ہوتا۔بعض لوگ بظاہر بڑی مسحور اور متاثر کن شخصیّت کے مالک ہوتے ہیں لیکن اندر سے پرلے درجے کے مکّار، جھوٹے اور بے ایمان ہوتے ہیں اور اُن کی وہ شخصیّت محض ریاکاری کا کرشمہ ہوتی ہے۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ محض شخصیّت کی بات ہو رہی ہے ورنہ باکردار لوگوں کی بھی اپنی ایک شخصیّت ہوتی ہے اور اُس سے بھی سمجھدار لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ اسے ہم باکردار شخصیّت کا نام دے سکتے ہیں۔

فی زمانہ بالعموم محض شخصیّت پر ہی زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور اسے ہی مسائل کے حل کی کلید سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اسے ہی نکھارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔کردار کی اندرونی خوبیوں کی طرف سے توجہ ہٹ گئی ہے اور اس کی جگہ ریاکاری، تصنع، متاثر کرنے والے طریقوں سے گفتگو کرنے کے ڈھنگ، گاہکوں کو پھنسانے کیلئے مصنوعی مسکراہٹ، ماحول سے میچ کرتا ہوا لباس اور دیگر حربے، افسران کی خوشنودی کیلئے تحائف کی پیٹیاں اور اُن سے حقائق چھپانے کیلئے ماہرانہ رپوٹیں وغیرہ، طریقوں نے لے لی ہے اور انہی سے مسائل حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہماری معاشرتی زندگی کا یہ معمول بن چکا ہے کہ لوگ اپنے درپیش مسائل کا حل دوسروں کو ''گولی دے کر''، یعنی جھوٹ بول کر، دولت کے بل بوتے پر رشوت دے کر، تعلقات کو استعمال کر کے، طاقت اور دھونس وغیرہ حربوں سے ہی حل کرنا چاہتے ہیں۔ شارٹ کٹ طریقوں کے ذریعے غلط راستے اختیار کر کے معاملات طے کرنے کا کلچر راہ پا چکا ہے۔کردار کی خوبیاں جو مسائل کا مستقل حل ہیں اُن کی طرف کوئی دیکھتا بھی نہیں۔ یہ خیال کسی کو نہیں آتا کہ سارے مسائل کا حل راست بازی، امانت و دیانت، عاجزی و انکساری، فرض شناسی، انصاف اور سادگی وغیرہ اختیار کرنے میں ہے۔

یہ درست ہے کہ عارضی اور وقتی طور پر اس قسم کے حربوں سے فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن یہ فائدہ دیرپا نہیں ہوتا۔اس قسم کے ہتھکنڈوں سے کچھ وقت کیلئے جسموں پر تو حکومت کی جا سکتی ہے اور صورتِ حال کو وقتی طور پر تبدیل بھی کیا جا سکتا ہے لیکن ان سے مسائل مستقلاً حل نہیں ہوتے۔ کچھ ہی دیر بعد ایسی مصنوعی ترکیبیں استعمال کرنے والوں کی اصلیّت سے لوگ واقف ہو جاتے ہیں اور اُن کا اصل چہرہ سامنے آ جاتا ہے۔اُن کی ریاکاری، منافقت اور عیّارانہ چالاکیاں اُن کے اعتماد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہیں اور وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ پھر چاہے کچھ بھی کر لیں اپنا اعتماد بحال نہیں کر سکتے تاوقتیکہ کردار کی خوبیوں کی طرف نہ لوٹیں۔

کردار کی اندرونی خوبیوں سے خالی مصنوعی شخصیّت حقیقی عزت و تکریم عطا نہیں کر سکتی۔ دنیا کے بڑے سے بڑے اور بظاہر ہر دلعزیز رہنماؤں پر بھی لوگ اُس طرح دیوانہ وار فدا نہیں ہوتے جس طرح خدا کے نبیوں اور ولیوں کی خاطر اپنی جانوں تک کے نذرانے پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ دنیاوی رہنماؤں میں خالی شخصیّت ہوتی ہے اور روحانی دنیا کے بادشاہوں میں کردار کا نور۔ ورنہ ظاہری شخصیّت کے اعتبار سے تو آسمانِ روحانیّت کے یہ بادشاہ ساری عمر فقر و فاقہ اور مسکینی میں ہی زندگی بسر کر جاتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے اُن کی سادگی اور غربت کی وجہ سے ناواقف عوام الناس آقا کو غلام اور غلام کو آقا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ پس مسائل کے دیرپا اور مستقل حل اور حقیقی عزت و تکریم کیلئے کوئی چھوٹا راستہ نہیں۔ کردار کی خوبیوں میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ اس کی جڑیں فطرتِ انسانی میں پیوست ہوتی ہیں۔ یہ لوگ چاہے ڈھنگ کا لباس نہ بھی پہنیں اور خوبصورت اور بھرپور انداز سے مشکل الفاظ استعمال کر کے گفتگو نہ بھی کر سکتے ہوں اُن کی اندر کی سچائی کا نور لوگوں کو مجبور کرتا ہے کہ اُن کی طرف متوجہ ہوں، اُن پر اعتماد کریں اور اُن سے عزت سے پیش آئیں۔

زاویۂ نگاہ

بلندی اور اترائی سے، دور اور نزدیک سے، پہلی دفعہ اور روزانہ دیکھنے میں فرق ہوتا ہے اور ایک ہی چیز انسان کو چھوٹی بڑی نظر آتی ہے۔ایک چیز ہمیں کیسی نظر آ رہی ہے اِس کا تعلق اس بات سے ہوتا ہے کہ ہم اُسے کس مقام سے دیکھ رہے ہیں۔مسائل کے حل کے حوالے سے زاویۂ نگاہ کا مطلب ہے کہ ہم کسی چیز، شخصیّت یا صورتِ حال کو کس طرح سمجھ رہے ہیں۔ مقام سے مراد ہمارا اپنا معیار ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہو کر اُس چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں۔معیار کے تعیّن میں متعدد عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔عمر، علم، معرفت، تربیت

اور معاشرتی ماحول سب اثر انداز ہوتے ہیں۔ والدین، بہن بھائیوں، رشتہ داروں، دوستوں کے رویّوں سے غیر شعوری طور پر انسان متأثر ہوتا رہتا ہے اور انہی اثرات کی وجہ سے چیزوں اور لوگوں کو دیکھنے اور سمجھنے کا ایک انداز اپنا لیتا ہے۔ ایک دوکاندار گاہک کو کیسے دیکھتا ہے اور گاہک اُسے کیا سمجھ رہا ہوتا ہے؟ عورتیں مرد ایک دوسرے کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ میاں کے نزدیک بیوی کی حیثیّت کیا ہے اور بیوی کی نگاہ میں خاوند کا کیا مقام ومرتبہ ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ والدین اور بچے، مالک اور نوکر وغیرہ ایک دوسرے کو کیا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ سب زاویہ ہائے نگاہ ہیں۔ جس طرح انسان کسی چیز، شخص یا صورتِ حال کو سمجھتا ہے اُسی کے مطابق اپنا ردِّ عمل ظاہر کرتا اور اُس سے برتاؤ کرتا ہے۔ پس ہمارے زاویہ ہائے نگاہ ہی ہیں جن سے ہمارے رویّے تشکیل پاتے ہیں اور ہم ایک دوسرے سے برتاؤ کرتے ہیں۔

یہ بات ہمارے روزمرّہ کے مشاہدہ میں آتی ہے کہ ایک شخص کسی کی بہت تعریف کر رہا ہوتا ہے جبکہ دوسرا اُسی کی خامیاں بیان کرتا نہیں تھکتا۔ ایک چیز ایک کے نزدیک خوبصورت ہے تو دوسرا اُسی کو انتہائی بدصورت سمجھتا ہے حالانکہ چیز بھی ایک ہے اور شخصیّت بھی وہی۔ ہمارے زاویۂ نگاہ کا ہمارے رویّوں پر اس طرح اثر پڑتا ہے کہ جس کے نزدیک کوئی شخص اچھا ہے اُس کے بارے میں وہ سوچے گا بھی اچھا اور اُس سے اُس کا سلوک بھی اچھا ہی ہوگا لیکن دوسرا اُسی شخص سے بدسلوکی کا قصد کرے گا یا کم ازکم اُس کے بارہ میں بدگوئی تو ضرور کرے گا۔

یہ بھی ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ بسا اوقات ایک ہی شخصیّت کو مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے دیکھنے والے افراد نہایت راست باز ہوتے ہیں اور ایمانداری سے اپنی رائے دے رہے ہوتے ہیں کہ فلاں شخص کو وہ اس طرح سمجھتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ سچائی اور چیز ہے اور زاویۂ نگاہ دوسری۔ جب ہم اس اصول کو معاشرتی زندگی پر پھیلا کر دیکھتے ہیں تو اِس کا جو نتیجہ سامنے آتا ہے وہی ہمارے مسائل کی وجوہات کی تشخیص اور علاج کی کلید ہے۔ لوگ چیزوں اور شخصیات کی اہمیّت، حکمت، خوبیوں، خامیوں، فوائد اور نقصانات وغیرہ کو اپنے اپنے زاویہ ہائے نگاہ سے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور اُسی کے مطابق اپنے قول وفعل کی صورت میں اپنا ردِّ عمل ظاہر کرتے ہیں۔

فریقین کے باہم اختلاف کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ہر کوئی یہی سمجھتا ہے کہ وہی درست ہے اور اُسی کی نگاہ ٹھیک ہے، باقی سب کی یا تو نظر کمزور ہے یا وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہی سب سے بڑی اور بنیادی غلطی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دوسروں کی نہ تو نظر کمزور ہوتی ہے اور نہ وہ جھوٹے ہوتے ہیں بلکہ وہ ایمانداری سے اُس چیز کو اپنے زاویۂ نگاہ سے اُسی طرح دیکھ رہے ہوتے ہیں جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں۔

زاویۂ نگاہ میں ہم آہنگی

یہ تو درست ہے کہ لوگوں کے زاویہ ہائے نگاہ میں ہم آہنگی اُن کے مابین مسائل کا مستقل حل ہے لیکن یہ ہر صورتِ حال میں ضروری بھی نہیں۔ بعض اوقات اس ہم آہنگی کیلئے سالہا سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے اور بعض اوقات یہ ویسے ہی ناممکن ہوتا ہے۔ دس سال کے ایک بچے کا کسی مسئلہ کے بارہ میں نقطۂ نظر ہرگز وہ نہیں ہوسکتا جو ایک پچاس سالہ تجربہ کار انسان کا ہے۔ اب اگر اُن دونوں کے درمیان کوئی اختلاف ہے تو اُس انسان کو اس بات پر اصرار نہیں کرنا چاہئے کہ ضرور وہ بچہ اپنا زاویۂ نگاہ تبدیل کرے اور اُس معاملہ کو اُسی طرح سمجھے جس طرح کہ وہ خود سمجھ رہا ہے۔ اس لئے کہ ایسا ممکن ہی نہیں۔ اُس بچے کی نہ تو نظر کمزور ہے اور نہ ہی وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ جس مقام یا معیار پر وہ کھڑا ہے وہاں سے اُسے وہ چیز اُسی طرح نظر آ رہی ہے جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے۔ اُن کے درمیان مسئلہ کا حل یہ ہے کہ بڑی عمر کا انسان بچے کے معیار کی نظر سے اُس کے نقطۂ نگاہ کو سمجھنے کی کوشش کرے۔

یہ ذکر ہو چکا ہے کہ زاویہ ہائے نگاہ پر بہت سے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً علم اور معرفت ہے۔ جب تک کسی چیز یا شخص کو ہم نے نزدیک سے نہیں دیکھا ہوتا، اُس سے واسطہ نہیں پڑا ہوتا، اُس کے بارے تفصیلی علم نہیں ہوتا، ہمارا نقطۂ نگاہ اُس کے بارے میں مختلف ہوتا ہے۔ جونہی ہمیں تفصیلی علم ہوتا ہے ہم اچانک دوسری طرح سوچنے لگ جاتے ہیں۔ معرفت کے پہلو سے دیکھیں تو بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ گاؤں کے ایک اَن پڑھ شخص کو ماڈرن آرٹ کی کسی نمائش میں لے جائیں۔ اُس آرٹ کے شہ پاروں کے بارہ میں اُس کا نقطۂ نگاہ دریافت کریں تو وہ اپنے معیار سے اُنہیں دیکھے گا اور اپنی رائے دے گا۔ اب اُس آرٹ کے ماہر کو اصرار نہیں کرنا چاہئے کہ کیوں اُس دیہاتی کی رائے اُس سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ اس اختلاف کا حل یہ ہے کہ دیہاتی سے اُلجھنے کی بجائے اُس کی رائے سے صرفِ نظر کیا جائے۔ علی ہٰذا القیاس۔

اس بحث سے ہم مندرجہ ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں:

(1) کسی بھی شخصیّت، چیز یا صورتِ حال کے بارہ میں زاویۂ نگاہ میں ہم آہنگی اختلافات مٹانے کا باعث ہے لیکن یہ ہر حال میں ضروری بھی نہیں۔

(2) زاویۂ نگاہ میں اختلاف کا یہ مطلب نہیں کہ کچھ لوگ ضرور ہی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ وہ اپنے اپنے معیار کے مطابق اُس چیز کو ویسا ہی دیکھ رہے ہیں جیسا کہ بیان کر رہے ہیں۔

(3) ہمیں حوصلے اور برداشت سے دوسروں کے نقطۂ نظر کو سننا چاہئے کیونکہ خصوصًا راست باز ہونے کی حالت میں وہ بھی اُسی طرح مخلص ہیں جس طرح کہ ہم اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔

زاویۂ نگاہ دراصل انسان کے اپنے معیار اور کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ایک ہی وقت میں کسی کے بارہ میں لوگوں کے مختلف زاویہ ہائے نگاہ کے اظہار کے وقت حقائق تو ایک ہی ہوتے ہیں جو غیر مبدّل ہوتے ہیں لیکن لوگ اُنہیں مختلف صورتوں میں دیکھ رہے تھے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو جس طرح کوئی چیز نظر آتی ہے یہ اُس کی اپنی نظر کی خوبی یا خامی ہے۔ بالفاظِ دیگر کہہ سکتے ہیں کہ انسان جو کچھ خود ہے یا جو اُس کا اپنا معیار ہے اُسی کے مطابق اُس کا زاویۂ نگاہ بھی ہے اور اُسی کے مطابق اُسے وہ چیز نظر آ رہی ہے یا اُسے سمجھ رہا ہے۔

پس اس مقصد کے لئے کہ ہمیں شخصیات، اشیاء اور صورتِ حال بالکل اُسی طرح نظر آئیں جس طرح وہ حقیقت میں ہیں تو ضروری ہے کہ انسان اپنی نظر، اپنے سوچنے اور سمجھنے کے انداز پر غور کرے اور اُسے درست کرے نہ کہ یہ خواہش رکھے اور کوشش کرے کہ چیزیں اور لوگ ہمارے مطابق تبدیل ہو جائیں۔ اس بات کو سمجھنے کیلئے ہم چاند ماری کی مشق کی مثال لے سکتے ہیں۔ اگر کسی شخص کا نشانہ ہدف پر نہیں لگ رہا تو اس میں ہدف کا قصور نہیں بلکہ جس مقام سے نشانہ لگایا جا رہا ہے غلطی وہاں ہے۔ یہ غلطی بندوق میں بھی ہوسکتی ہے اور بندوق چلانے والے میں بھی۔ پس لوگوں اور حالات کو سمجھنے کے لئے اپنے زاویۂ نگاہ میں تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ شخصیات یا صورتِ حال میں۔ جب تک ہم خود نہیں بدلتے معاملات کو سمجھنا ہی مشکل ہوتا ہے چہ جائیکہ احسن طریق سے اُنہیں سے نپٹایا جا سکے۔

معاشرے میں مسائل اور فساد کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ لوگ فطرت کے اصولوں سے ٹکراتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اُن کے مطابق چلیں اُنہیں اپنی سوچ، اپنے معیار اور اپنے زاویۂ نگاہ کے مطابق تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اصول کسی خاص قوم یا مذہب سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ یہ روشنی کے ایسے مینار کی طرح ہوتے ہیں جو سب کو یکساں روشنی پہنچا رہا ہوتا ہے۔ مثلاً راست بازی، امانت و دیانت، انصاف وغیرہ ایسے اصول ہیں کہ ان کے مخالف چل کر کوئی شخص مسائل کو مستقلاً حل نہیں کرسکتا اور اُسے کبھی حقیقی راحت نصیب نہیں ہوسکتی۔ اس لئے لازم ٹھہرا کہ ہمارے زاویہ ہائے نگاہ ان اصولوں سے مطابقت رکھیں۔

مسائل ہر طبقہ، ہر سوچ اور ہر معیار کے لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ اعلیٰ کردار کے حاملین کے درمیان، شخصیّت کے مصنوعی خول کے پیچھے چھپے منافقانہ زندگی بسر کرنے والوں کے درمیان اور ماحول میں باغیانہ روش رکھنے والوں کے درمیان بھی۔ یہ مسائل اُن میں آپس میں بھی ہوتے ہیں اور دوسرے طبقات اور معیار کے لوگوں سے بھی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک راست باز انسان اپنے علمی یا مخصوص معاشرتی حالات کے پیشِ نظر اگر مخالفانہ روش بھی اختیار کرتا ہے تو اُس سے معاملہ نپٹانا آسان ہوتا ہے۔ بنیادی طور اُس میں پایا جانے والا سچائی کا نور اُس کی رہنمائی کرتا اور اُسے اپنا زاویۂ نگاہ تبدیل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اصل میں کردار سے مزیّن شخصیّت میں ریاکاری نہیں ہوتی اس لئے اُس کا اندر کا نور اُسے راستہ دکھاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جتنے بھی مسائل پیدا ہوتے ہیں اُن کی وجہ ہمارے رویّے ہیں جو ہمارے زاویۂ نگاہ سے تشکیل پاتے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے رویّے درست ہوں تو اس کیلئے لازم ہے کہ محض شخصیّت کو نکھارنے کے حربے اور چالاکیاں سیکھنے کی بجائے کردار کی خوبیوں کو اپنائیں۔ دوسروں کو سمجھنے کیلئے فطرت کے اصولوں کی روشنی میں اپنے زاویۂ نگاہ پر غور کریں اور اُسے تبدیل کریں۔ دوسروں کے نقطہ ہائے نظر کا احترام کرتے ہوئے اُسے حوصلے سے سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

{اِس مضمون کی تیاری میں جناب سٹیفن آر۔ کوئے کی مشہور کتاب Seven habits of highly effective People کے اُردو ترجمہ از مکرّم ڈاکٹر ظفر مرزا صاحب سے استفادہ کیا گیا ہے۔}

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11/اکتوبر 2007 قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں دو مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

(1) مکرمہ نرگس اختر گینائی صاحبہ آف لندن۔

آپ 20/اکتوبر 2007ء کو بعارضہ کینسر 74 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کے دادا حضرت میاں محکم الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ کا خاندان 1973ء میں کینیا (مشرقی افریقہ) سے آ کر یوکے میں آباد ہوا تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ نہایت نیک دعا گو خاتون تھیں اور بڑی پرجوش داعی الی اللہ بھی تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ مکرم شمیم احمد خان صاحب انچارج انصار سیکشن وسیکرٹری زراعت یوکے کی خوش دامنہ تھیں۔

(2) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ ملک محمد انور صاحب مرحوم آف گوجرانوالہ)

آپ جلسہ انگلستان میں شمولیت کے لئے آئی تھیں۔ یہاں آ کر بیمار ہوگئیں اور تقریبًا دو ماہ بیمار رہ کر 17/اکتوبر 2007ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ خلافت سے بے پناہ محبت رکھتی تھیں۔ نیک، دعا گو اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

جنازہ غائب:

ان کے ساتھ ہی **محترمہ استانی زبیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم بشیر احمد شمس صاحب دارالعلوم شرقی ربوہ)** کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔ مرحومہ کا جماعت کے ساتھ اخلاص ووفا کا تعلق تھا۔ اپنے تمام چندہ جات بروقت ادا کرتی تھیں۔ مرحومہ صاحب رؤیا وکشف بزرگ خاتون تھیں۔ جب بھی کوئی ان کو دعا کے لئے کہتا تو فرض سمجھ کر دعائیں کرنے لگ جاتیں۔ ان کی شخصیت کا نمایاں وصف اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے درجات بلند تر فرمائے اور لواحقین کا ان کے بعد خود نگہبان ہو۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

اکابرینِ ملّت اسلام کا احترام

(غلام مصباح بلوچ۔ ربوہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل جہاں اسلام غیروں کے حملوں کی زد میں تھا وہاں خود اندرونی طور پر بھی مسلمانوں کے آپس میں تنازعات کی وجہ سے کمزوری کا شکار تھا۔ مسلمانوں کے مختلف فرقے اپنی صداقت کو ثابت کرنے کی خاطر دوسروں کے اکابرین یا بڑے بزرگوں پر سبّ وشتم سے بھی باز نہیں آتے تھے۔ چنانچہ ان کے غیر ضروری مباحثات کا بڑا نشانہ امت مسلمہ کے وہ صلحاء اور بزرگان سلف تھے جنہوں نے اپنے زمانے میں اسلام کی بڑی خدمات کی ہیں اور آج تک اس تفرقہ بازی کا یہی ظالمانہ سلوک ان صالحین سلف سے جاری ہے۔ حضرت امام الزماں مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جہاں اور باتوں میں امت مسلمہ کی اصلاح کی ہے وہاں اکابرین دین کے ادب واحترام کو بھی دلوں میں زندہ کیا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ آج مسلمانوں کی طرف سے اسی مسیح موعودؑ پر گستاخی رسولؐ اور بزرگان امت کی ہتک کے الزام لگائے جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ

حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریرات کا مطالعہ کرنے سے بخوبی اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا بلند مقام تھا۔ حق یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق اور محبّ کوئی پیدا ہی نہیں ہوا، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار اور رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی.........

سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی اُمّی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اُس کو ملے گی کہ کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اُس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اس کے پَیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اُس کے ساتھ ہوں گی۔ وَالسَّلام عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدیٰ“

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82,83)

صحابہؓ کا مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحابہ کے پاک نفوس کے متعلق فرمایا۔

اِنَّ الصَّحَابَةَ كُلُّهُمْ كَذُكَاءٍ
قَدْ نَوَّرُوْا وَجْهَ الْوَرٰى بِضِيَاءٍ

(سرّ الخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 397)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ سورج کی طرح روشن تھے انہوں نے ساری دنیا کو اپنے نور سے روشن کردیا۔

سادات کا احترام

حضرت سید تاج حسین صاحب بخاریؓ سیدانوالی ضلع سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا:

”ہم اولادِ رسولؐ کو اپنی عزیز متاع تصور کرتے ہیں اور ان کے لئے ہمارے دل میں بڑا احترام ہے۔“

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 12 صفحہ 153)

شیعہ بزرگان کے متعلق رائے

اہل تشیع کی طرف سے بزرگان سلف خصوصًا امہات المومنینؓ اور صحابہ کرامؓ کے متعلق بہت ہی دل آزار باتیں منظر عام پر آئی ہیں۔ اسی بنا پر شیعہ سُنی فسادات کے بھیانک نظارے امت مسلمہ کو دیکھنے پڑے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلے میں اہل تشیع حضرات کو باز رہنے کی نصائح فرمائیں اور ایک کتاب ”سِرُّ الخلافۃ“ کے نام سے تصنیف فرمائی جس میں مطاعنِ شیعہ اور ان کے ردّ کے حوالے سے سیر حاصل بحث فرمائی اور خلافت راشدہ کے حوالے سے ان کو مباہلہ کی بھی دعوت دی لیکن ان سب باتوں کے باوجود شیعہ بزرگان کے خلاف کوئی بات تحریر نہ فرمائی۔ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک مجلس میں ایک دوست نے شیعوں کا ذکر کر دیا اور عرض کی کہ حضور! ہمارے محلے میں شیعوں کے گھر ہیں اور وہ میرے ساتھ بہت چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں ان میں سے بعض سنجیدہ مزاج ہیں کبھی تلخ مزاجی سے کام نہیں لیتے اور بعض ایسے بدمزاج ہیں کہ صحابہ کرام کا نام بھی اچھے الفاظ میں نہیں لیتے۔ اسی دوست نے عرض کی کہ حضور میں تو ان سے اعراض ہی کر لیتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا ایسے لوگوں کا مقابلہ تو اسی طرح ہوسکتا ہے کہ ان کی گفتگو کسی خارجی سے کرادی جائے“۔

پھر فرمایا: ”اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم تو ان کے بزرگوں کی بھی عزت کرتے ہیں اور ان کو راستباز ہی یقین کرتے ہیں مگر یہ ایسے بدقسمت لوگ ہیں جو دوسرے راستبازوں کی عزت نہیں کرتے ایسے لوگ در حقیقت دہریہ طبیعت ہوتے ہیں جو راستبازوں کی تکذیب کرتے ہیں اور ان کے اندر عیب دیکھتے ہیں اور اپنے عیبوں پر کبھی نظر بھی نہیں کرتے“۔

(الحکم 14/21 جنوری 1943ء صفحہ 3 کالم 3)

ایک اور جگہ فرمایا:

”یہ تو سچ ہے کہ بارہ امام کامل اور بزرگ اور سید القوم تھے......“۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ 3 مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

غیر مقلد فرقہ بھی بُرا نہیں ہے

حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک روز حضرت اقدس علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور یہ وہابی غیر مقلد ناپاک فرقہ (مَیں اس وقت سخت متعصّب حنفی تھا) جو ہے اس کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ سن کر اور ہنس کر خاموش ہوگئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرے روز پھر مَیں نے ذکر کیا، فرمایا کہ یہ فرقہ بھی خدا کی طرف سے ہے بُرا نہیں ہے۔ جب لوگوں نے تقلید اور حنفیت پر یہاں تک زور دیا کہ ائمہ اربعہ کو منصب نبوت دے دیا تو خدا نے اپنی مصلحت سے اس فرقہ کو پیدا کیا تا کہ مقلد لوگ راہ راست اور درمیانی صورت میں رہیں، صرف اتنی بات ان میں ضرور بری ہے کہ ہر ایک شخص بجائے خود مجتہد اور امام بن بیٹھا اور ائمہ اربعہ کو بُرا کہنے لگا“۔

(تذکرۃ المہدی صفحہ 213,214 مؤلفہ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ)

ائمہ اربعہ

اسلام میں ائمہ اربعہ کا وجود بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ان ائمہ نے اپنے ادوار میں اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے لیکن مسلمانوں کا ایک گروہ ان ائمہ کو تحقیر سے یاد کرنے لگا اور ان کے بارے میں سخت کلامی اپنا شعار بنالیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے لوگوں کو سخت غلطی پر قرار دیا اور ائمہ اربعہ کی فضیلت اور مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

(1) ”میری رائے میں ائمہ اربعہ برکت کا نشان تھے ان میں روحانیت تھی کیونکہ روحانیت تقویٰ سے شروع ہوتی ہے اور وہ لوگ درحقیقت متقی تھے اور خدا سے ڈرتے تھے اور اُن کے دل کِلاب الدنیا سے مناسبت نہ رکھتے تھے“۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 544)

(2) ”میرے خیال میں یہ چاروں مذہب اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں اور اسلام کے واسطے ایک چار دیواری۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حمایت کے واسطے ایسے اعلیٰ لوگ پیدا کئے جو نہایت متقی اور صاحب تزکیہ تھے۔ آج کل کے لوگ جو بگڑے ہیں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اماموں کی متابعت چھوڑ دی گئی ہے.... مَیں نے خود سنا ہے کہ بعض لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں سخت کلامی کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے“۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 534)

(3) امام شافعی اور حنبل وغیرہ کا زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس وقت بدعات شروع ہوگئی تھیں اگر اس وقت یہ نام نہ ہوتے تو اہل حق اور ناحق میں تمیز نہ ہوسکتی ہزارہا گندے آدمی ملے جلے رہتے۔ یہ چار نام اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے تو اسلام ایسا مشتبہ مذہب ہوجاتا کہ بدعتی اور غیر بدعتی میں تمیز نہ ہوسکتی“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 501)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ حضورؑ کے احترام بزرگان کے متعلق فرماتے ہیں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اپنے اصحاب کی ایک مجلس میں یہ ذکر فرمارہے تھے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری ہے اور امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہئے۔ اس پر حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا کہ ”حضور! کیا سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟“ آپ نے فورًا فرمایا ”نہیں نہیں، ہم ایسا نہیں کہتے کیونکہ حنفی فرقہ کے کثیر التعداد بزرگ یہ عقیدہ رکھتے رہے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں اور ہم ہرگز یہ خیال نہیں کرتے کہ ان بزرگوں کی نماز نہیں ہوئی“۔

(سلسلہ احمدیہ صفحہ 199 از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ۔ دسمبر 1939ء)

ہمارے بھائی حضرت مجدد الف ثانیؒ

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب کہ حضور لاہور تشریف لائے ہوئے تھے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جہانگیر کا مقبرہ دیکھنے کا شوق ظاہر کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصیحت کے رنگ میں فرمایا:

”میاں! تم جہانگیر کا مقبرہ دیکھنے کے لئے بیشک جاؤ لیکن اس کی قبر پر نہ کھڑے ہونا کیونکہ اس نے ہمارے ایک بھائی حضرت مجدد الف ثانی کی ہتک کی تھی“۔

(تاریخ احمدیت لاہور صفحہ 119 از شیخ عبدالقادر صاحب سوداگر مل)

ٹیپو سلطان۔ ایک صادق مسلمان

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ ایک کتّا ہمارے دروازے پر آیا، مَیں وہاں کھڑا تھا، اندر کمرے میں صرف حضرت صاحبؑ تھے۔ مَیں نے اس کتّے کو اشارہ کیا اور کہا ”ٹیپو! ٹیپو!!“ حضرت صاحب بڑے غصے سے باہر نکلے اور فرمایا ”تمہیں شرم نہیں آتی کہ انگریز نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے کتوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم اُن کی نقل کر کے کتے کو ٹیپو کہتے ہو، خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا“ میری عمر شاید آٹھ نو سال کی تھی، وہ پہلا دن تھا جب سے میرے دل کے اندر سلطان ٹیپو کی محبت قائم ہوگئی“۔

(الفضل یکم اپریل 1958ء صفحہ 3)

اس واقعہ سے حضور کی بے پناہ دینی اور قومی حمیت کا اندازہ ہوتا ہے جس کی وجہ صرف اور صرف اسلام کا ایک رشتہ ہے۔

”مولوی“۔ اسلام کی ایک پاک اصطلاح

حضرت مولوی محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دیسی پادری صاحب قادیان آئے.....ان پادری صاحب کا نام گل محمد تھا عام طور پر لوگ ان کو پادری گل محمد کے نام سے پکارتے تھے مگر وہ اپنے آپ کو مولوی گل محمد کہلواتا تھا عربی صرف ونحو پڑھا ہوا تھا..... ہمارے سامنے وہ بلا روک ٹوک اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح کے متعلق سوال وجواب ہی پر اکتفا نہ کرتا تھا بلکہ اعتراض اور اعتراض بھی عنیدانہ رنگ میں کیا کرتا تھا۔ ایسا

معلوم ہوتا تھا کہ اسلام کے خلاف پادری عمادالدین صاحب، پادری فنڈر صاحب اور اس قسم کے دوسرے دشمنان اسلام پادری ٹھاکر داس وغیرہ کا جمع کیا ذخیرہ اُسے ازبر یاد تھا.....اُس کی خواہش تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کی ملاقات ہوجائے، حضرت قاضی امیر حسین صاحب مرحوم کی کوشش سے ایک دن مسجد میں ہی نماز ظہر یا عصر کے بعد اس کی ملاقات کا انتظام ہوا.....حضور نے اسلام کی صداقت اور اپنے دعوے کے متعلق کچھ گفتگو فرمائی اس پر اس نے کچھ اعتراض کیا حضور نے اس کا مفصل جواب دیا.....اس شخص نے تعریفی رنگ اختیار کرتے ہوئے حضرت نبی کریم ﷺ کے چال چلن پر اعتراض کر دیا اگرچہ دبی زبان سے کہا، اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ سرخ ہوگیا.....آپ نے انجیلی یسوع کے متعلق بہت سی باتیں ایک ایک کرکے گنوانی شروع کردیں.....

دوران تقریر میں حضور علیہ السلام کبھی اس کو مخاطب کرتے ہوئے پادری گل محمد یا مسٹر گل محمد کرکے پکارتے۔ وہ کہتا کہ مرزا صاحب! مجھے لوگ مولوی گل محمد کرکے پکارتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ''مولوی'' اسلام کی ایک پاک اصطلاح مَیں ایک ناپاک شخص کو کیسے دے سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے تمام تقریر میں اسے پادری گل محمد کرکے مخاطب کرتے تھے، وہ کہتا کہ میں ''پادری'' نہیں ہوں تو آپ فرماتے بہت اچھا مسٹر گل محمد صاحب۔ اس نے مولوی کے لفظ کو کئی دفعہ دوہرایا مگر آپ نے وہی جواب دیا کہ مَیں اسلام کی پاک اصطلاح ایک غیر مسلم اور اسلام کو حقارت سے دیکھنے والے کو کیسے دے سکتا ہوں''۔

(الفضل 5 دسمبر 1941ء صفحہ 10)

اسی پادری گل محمد کی روانگی کے متعلق حضرت پیر فیض احمد صاحب رضی اللہ عنہ آف رنمل ضلع گجرات (بیعت 1901ء) بیان کرتے ہیں کہ حضور نے دریافت فرمایا کہ اگر ہم نے مزید کسی بات کے لیے آپ کو لکھنا ہو تو آپ کو کس پتہ پر اور کس طرح لکھا جاوے؟ وہ کہنے لگا کہ مجھے مولوی گل محمد کرکے مخاطب کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ''مولوی'' تو اسلام کا ایک پاک لفظ ہے یہ ہم کسی غیر مسلم کے لیے نہیں لکھ سکتے ہاں آپ کو مسٹر گل محمد کرکے لکھ دیں گے۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 142,143)

غرض یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہبی بزرگوں کا نہایت ہی احترام فرمایا ہے جبکہ اس کی مثال دوسرے فرقوں میں بہت کم نظر آتی ہے۔ اسلام کی یہ حالت نہایت قابل رحم ہے، فرقہ واریت کی وجہ سے بزرگانِ دینِ متین اور صلحاءِ امت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا ہے اس کی بڑی وجہ وہ بد ذات فرقہ ہے جو ''مولوی'' کے نام سے اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے انہی نام نہاد علماء اور مولویوں نے اسلام میں ایک انتشار پھیلا رکھا ہے اور امت کو سیدھی راہ دکھانے کی بجائے انہیں گمراہ کن خیالوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کی علامات میں ان علماء و مولوی حضرات کا راہ راست سے ہٹنا اور بگڑنا بھی بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں: عُلَمَاءُ هُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَ فِيْهِمْ تَعُوْدُ (مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث) یعنی ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے انھیں میں سے فتنے نکلیں گے اور انہیں میں واپس لوٹیں گے۔

حضور ﷺ نے ان علماء کے ذریعے امت میں ہونے والے بگاڑ کی اصلاح کا ذریعہ مسیح موعود کو قرار دیا ہے چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے وقت امت کو اسی مرض کی نشاندہی فرمائی اور فرمایا کہ ان نام نہاد مولویوں سے بیزاری اور میرے ساتھ تعلقِ بیعت پکڑنے میں ہی اب اسلام کی بقا ہے۔ پس اے مسلمان! تجھے ان نام نہاد علماء اور مولویوں کی فتنہ انگیز باتوں کی وجہ سے اسلام کی حالتِ زار پر رونے کی ضرورت نہیں آ اور مسیح محمدی کی بیعت میں داخل ہوکر دیکھ کہ اسلام کی شوکت اور فتح کے دن بہت قریب آرہے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تمام عالم اسلام کو ان جھوٹے اور دکھاوے کے مولویوں سے متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور مسلمان کو لازم ہے کہ ان نادانوں کو جو نام کے مَولوی ہیں اور اپنے وعظوں اور رسالوں کو معاش کا ذریعہ ٹھہرا رکھا ہے خوب پکڑیں** اور ہر یک جگہ جو ایسا مولوی کہیں وعظ کرنے کے لئے آوے اُس سے نرمی کے ساتھ یہی سوال کریں کہ کیا آپ درحقیقت مولوی ہیں یا کسی نفسانی غرض کی وجہ سے اپنا نام مولوی رکھا ہے..... اور یقیناً یاد رکھیں کہ یہ لوگ مولوی نہیں ہیں۔ **مسلمانوں کو لازم ہے کہ..... ان کی پردہ دری کرکے اسلام کو اُن کے فتنہ سے بچاویں** اور خوب سوچ لیں کہ یہ وُہی لوگ ہیں جنہوں نے دھوکا دہی کی راہ سے مولوی کہلا کر صدہا مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا اور اسلام میں ایک سخت فتنہ برپا کردیا۔ وَالسَّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ الراقم

خاکسار غلام احمد عفی اللہ عنہ''۔

(سِرالخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 418)

❁❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ کینیا (Kenya) کی طرف سے نیانزا (Nyanza) ریجن میں فری میڈیکل کیمپس کا انعقاد

(رپورٹ: محمد افضل ظفر۔ مبلغ سلسلہ کینیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کینیا اور ہیومینٹی فرسٹ کینیا کو گزشتہ دنوں میں مختلف ریلیف کیمپس لگانے کی توفیق عطا فرمائی جس کی ایک مختصر رپورٹ ہدیۂ قارئین ہے۔

سیایا ریلیف کیمپ

گزشتہ سال دسمبر میں نیونڈورا (Nyandorera) ضلع سیایا (Siyaya) میں سیلاب زدگان کے لئے ایک ریلیف کیمپ کے ذریعہ 396 افراد کو مفت طبی سہولتیں فراہم کیں۔ الحمد للہ علی ذلک

اس دور افتادہ علاقہ میں طبی سہولتوں کا فقدان ہے جس کی وجہ سے سیلاب کے بعد بعض بیماریوں نے وبائی شکل اختیار کر لی اس لئے ہیومینٹی فرسٹ نے یہاں ایک اور میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا۔ یہ کیمپ ٹنڈوریرا کے علاقہ میں لگایا گیا جس میں دو ڈاکٹرز مع میڈیکل اسٹاف اور خدام شامل تھے۔

جب ہم لوگ اس جگہ پہنچے تو مقامی انتظامیہ ہماری منتظر تھی۔ ایک سکول کی عمارت میں کیمپ کے لئے انتظام کیا گیا جہاں قریباً ہر سہولت میسر تھی۔

جلد ہی لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد جمع ہو گئی۔ شام تک 460 مریضوں کا معائنہ کیا اور انہیں معیاری ادویات دی گئیں۔ کچھ کی مرہم پٹی بھی کی گئی اور حسب ضرورت انجکشن وغیرہ بھی لگائے گئے۔

اس کیمپ کے لئے مبلغ چالیس ہزار شلنگ کی ادویات خریدی گئیں اس کے لئے مکرم فیصل شکور صاحب نے دوصد کی تعداد میں Anti Maleria Doses کا عطیہ دیا۔ اس طرح اندازاً 70 ہزار شلنگ کی ادویات تقسیم ہوئیں۔

شام کے وقت جب کیمپ بند کیا گیا اس وقت بھی 200 کے قریب مرد وزن بچے اور بوڑھے لائنوں میں موجود تھے جو کافی عرصہ سے تیز دھوپ میں کھڑے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے لیکن چونکہ دوائیاں ختم ہو چکی تھیں اور بادل بھی اُمڈ آئے تھے اس لئے ان سب سے بڑی معذرت کرتے ہوئے کہا کہ پھر ملیں گے گر خدا لایا۔ اس دوران علاقہ کے چیف اور اسسٹنٹ چیف بھی تشریف لائے اور کیمپ کا معائنہ کیا اور ہیومینٹی فرسٹ کے جذبۂ خدمت کو بہت سراہا اور مزید کیمپ لگانے کی درخواست کی۔

لوانڈا میڈیکل کیمپ

اسی طرح مورخہ 8/اپریل 2007ء کو لوانڈا میں ایک اور میڈیکل کیمپ لگانے کی توفیق ملی۔ مقامی انتظامیہ نے اس کیمپ کے لئے Esembeye پرائمری سکول کی عمارت کا انتخاب کیا۔ ہماری میڈیکل ٹیم میں تین کلینکل افسران اور چار میڈیکل ممبران شامل تھے۔ ہمارا وفد پونے نو بجے کے قریب لوانڈہ پہنچا۔

لوانڈہ کیسوموں (Kisumu) شہر سے 35 کلومیٹر کے فاصلہ پر Busia روڈ پر ایک مشہور قصبہ ہے۔ یہاں احمدیت کا پیغام 97-1896ء میں ریلوے میں کام کرنے والے احمدیوں کے ذریعہ پہنچا اور بفضل خدا یہاں جلد ایک بڑی جماعت بن گئی۔ خاص طور پر حضرت مولانا محمد منور صاحب مرحوم کو اس علاقہ میں نمایاں خدمات کی توفیق ملی۔ اس بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لوانڈا میں تعمیر ہونے والی مسجد کا نام ''منور مسجد'' عطا فرمایا۔

میڈیکل سٹاف کے یہاں پہنچنے پر مکرم عبدالکریم صاحب ریجنل قائد اور مکرم شعبان صاحب سیکرٹری لوانڈا جماعت کی مدد سے مریضوں کا معائنہ شروع کیا۔ اس معائنہ کے دوران مقامی علاقہ کے افسران بھی تشریف لائے اور کچھ وقت ٹھہرے اور جماعت احمدیہ کی اس خدمت انسانیت کو بہت سراہا۔

دو بجے دوپہر کھانے اور نماز کے لئے وقفہ کیا گیا۔ اس وقت تک 250 افراد کو معائنہ کے بعد ادویات دی جاچکی تھیں۔ تین بجے دوبارہ کام شروع ہوا اور شام تک 650 مریضوں کا معائنہ کرکے انہیں ادویات دی گئیں۔ کچھ مریضوں کو ان کی حالت کے پیش نظر قریبی ہسپتال سے رابطہ کرنے یا ایکسرے کروانے کا مشورہ دیا گیا۔ کیمپ کے اختتام کے وقت بھی قریباً 150 افراد ابھی لائینوں میں کھڑے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے جن سے معذرت کرنی پڑی۔

اس کیمپ پر کل 31269 شلنگ خرچ ہوئے جو مکرم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب بھٹی آف لندن نے ادا کئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ مکرم معلم عبداللہ حاجی صاحب آف لوانڈہ اور لجنہ اماء اللہ لوانڈہ بھی دعا کے مستحق ہیں جنہوں نے انتظامات اور کھانے وغیرہ کی تیاری میں مدد کی۔

اگونجا میڈیکل کیمپ

24/جون بروز اتوار جماعت کو ایک اور فری میڈیکل کیمپ اگونجا کے مقام پر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اگونجا یوگنڈا اور کینیا کے بارڈ کے قریب ایک قصبہ ہے جہاں بہت پرانی جماعت قائم ہے۔ اس علاقہ میں چوہدری محمد عیسیٰ صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ کو قابل ذکر خدمات کی توفیق ملی۔

اس کیمپ کے لئے ہمارا آٹھ رکنی وفد صبح نو بجے اگونجا پہنچا۔ یہاں ایک پرائمری سکول میں انتظام کیا گیا تھا۔ ساڑھے نو بجے کام شروع ہوا اور بہت جلد لوگوں کی ایک کثیر تعداد وہاں پہنچ گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو بجے دوپہر تک کھانے اور نماز کے وقفہ تک 290 افراد کو معائنہ کے بعد ادویات دی جاچکی تھیں۔

تین بجے دوبارہ کام شروع ہوا اور شام تک دوائیاں ختم ہونے تک کام جاری رہا جبکہ ابھی ایک سو کے قریب لوگ موجود تھے۔ اس کیمپ میں 655 افراد کا علاج معالجہ کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

اس کیمپ پر کل 30 ہزار شلنگ خرچ آیا جو مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ مبلغ انگلستان اور ان کے خاندان کے علاوہ مکرم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب بھٹی اور مکرم رشید احمد صاحب بھٹی آف USA نے فراہم کیا۔ فجزاھم اللہ خیرًا۔

اس کے علاوہ مکرم فیصل شکور صاحب مالک لیک فارما کیسومو نے بھی تقریباً تیس ہزار شلنگ کی ادویات اپنی اور بعض دوسری کمپنیوں کی طرف سے بطور عطیہ دیں۔ اس طرح کل ساٹھ ہزار شلنگ کی ادویات فراہم کی گئیں۔ اس کیمپ میں ایک مخیّر احمدی بھائی کی طرف سے تقریباً ایک ہزار شلنگ کی سٹیشنری بھی چھوٹے بچوں میں تقسیم کی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت انسانیت کو قبول فرمائے اور اپنے فضل سے مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر16

ہوتے ہوئے دوسرے سے صلح کے طریق دریافت کئے جائیں۔ دوسرے یہ کہ ایسے وسائل بہم پہنچائے جائیں جو مکمل صلح پر منتج ہوں۔ لوگوں نے جب بھی اختلافات کو تسلیم کرنے کی بجائے ان کو دبایا تو صلح کی بجائے منافرت کا بیج بویا۔ پس اس جہت میں پہلی بات یہ ہے کہ اختلافات کو تسلیم کیا جائے کیونکہ اگر اختلاف کو تسلیم نہ کیا جائے تو ہر قسم کی دماغی ترقی رک جائے گی۔ محض اختلافات ہی کی بنا پر مَیں آج لیکچر دینے آیا ہوں۔ اور دنیاوی ترقیات بھی اختلاف ہی کی وجہ سے ہیں۔ زمانۂ ماضی میں سائنسدانوں اور موجدوں کو صرف اس لئے دکھ دئے گئے کہ وہ اپنے پیشروؤں سے اختلاف رکھتے تھے۔ اگر ان اختلافات کو بالکل دبا دیا جاتا اور کسی شخص کو بھی اختلاف کرنے کی اجازت نہ دی جاتی تو آج اس قدر ترقی نہ ہوتی۔ پس مذہبی مفاہمت کے لئے بھی اختلافات کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ہی اس اصول کی بنیاد رکھی اور یہ تعلیم دی کہ جب تک اختلافات موجود ہیں ان کو عقل اور دلیل سے سلجھایا جائے۔ اگر وہ پھر بھی موجود رہیں تو تحمل اور رواداری کے اوصاف پیدا کئے جائیں۔ اگر زید بکر سے مذہبی اختلاف رکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس کی بات تک نہ سنے۔ مَیں نے جو بات پیش کی ہے وہ بالکل آسان ہے مگر اس بدقسمت ہندوستان میں کوئی ایسی دو جماعتیں موجود نہیں جو اختلاف کے باوجود رواداری سے کام لیتی ہوں۔

رواداری کی روح

محبت اور رواداری کی روح پیدا کرنے کے لئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ایک تجویز پیش کی جو یہ ہے کہ مختلف مذاہب کے نمائندے ایک پلیٹ فارم پر اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کریں جن سے نسل انسانی کی روحانی اور اخلاقی ترقی ہوتی ہو۔ ہم نے ہمیشہ اس تجویز پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے اور باوجود اختلافات کے دیگر مذاہب کے نمائندوں نے ہم سے تعاون کیا ہے۔

ایسی کانفرنسوں کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ ہم میں تحمل اور بُردباری کی رُوح پیدا ہوگی۔ مَیں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ میرے مخالف میرے عقائد سے محض اس لئے اختلاف رکھتے ہیں کہ وہ میرے دشمن ہیں یا میری جماعت یا مذہب کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ جب ہم ایک دوسرے سے مل کر تبادلۂ خیالات کریں گے اور دیکھیں گے کہ ہر شخص معقولیت سے اپنی بات منوانا چاہتا ہے تو ہم میں اس کی بات سمجھنے کی خواہش پیدا ہوگی جس کے ذریعہ رواداری کی بنیاد پڑے گی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہم میں بہت سی صداقتیں مشترک ہیں اس لئے اختلافات کو بڑھانا بے سود ہے۔ بلکہ یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم مشترک معاملات میں اتحاد پیدا کریں اور باقی ماندہ اختلافات کا حل سوچیں۔

عملی کام

جیسا کہ مَیں نے عرض کیا ہے دیگر مذاہب کے پیروؤں نے ایسی مفاہمت پیدا کرنے میں ہم سے تعاون کیا ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں لاہور میں جلسہ اعظم مذاہب منعقد ہوا تھا جس میں پانچ مضامین مقرر کئے گئے تھے جن پر مختلف مذاہب کے نمائندوں نے مضامین پڑھے۔ اگرچہ یہ کانفرنس میری پیدائش سے چار سال قبل منعقد ہوئی تھی مگر جہاں تک مجھے اس کے متعلق معلومات حاصل ہوئیں یہ ہیں کہ یہ کانفرنس صلح اور محبت سے ہوئی۔ اس وقت سے دنیا کے مختلف حصوں میں یہ روح ترقی کر رہی ہے۔ چھبیس سال ہوئے پہلی ورلڈ پارلیمنٹ آف ریلیجنز منعقد ہوئی جس میں مختلف مذاہب کے نمائندوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق لیکچر دئے۔

1924ء میں برطانوی نمائش کے موقع پر لندن میں مذہب کی ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے شریک ہوئے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ اور خاکسار نے بھی اس کی کارروائی میں حصہ لیا۔ اس موقعہ پر اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں دور ہوئیں اور لوگ حیران تھے کہ اسلامی تعلیمات میں کس قدر روحانی دولت موجود ہے۔

1933ء میں دوسری ورلڈ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہماری جماعت کے تین نمائندے شریک ہوئے۔ میرے مضمون کا عنوان یہ تھا کہ اسلام نے مختلف اقوام میں کس طرح اتحاد پیدا کیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کا بھی ایک پیغام اُس موقعہ پر پڑھا گیا۔ آپ جانتے ہیں اس قسم کی تحریکات لاہور اور دیگر مقامات میں دن بدن ترقی کر رہی ہیں۔ اور جب بھی ہم نے ایسے جلسوں کا انتظام کیا دیگر مذاہب کے نمائندوں نے نہایت فراخدلی سے ہماری دعوت کو قبول کیا۔ سکھوں، ہندوؤں اور عیسائیوں نے آنحضرت ﷺ کی زندگی اور کیریکٹر کی خوبیاں بیان کیں۔ اور جب بھی انہوں نے ہمیں دعوت دی کہ ہم ان کے بزرگوں کی خوبیاں بیان کریں تو ہم نے بخوشی اس نیک کام میں شرکت کی۔

جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس بات پر زور دیا کہ تمام روحانی تعلیمات کا ایک ہی منبع ہے۔ اس لئے ہمیں رواداری سے کام لینا چاہئے اور تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت کرنی چاہئے۔ جماعت احمدیہ کا ایک اصول جو اس کے مذہب کا جزو ہے اور جس کی بنیاد قرآن کی تعلیم پر ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اور تمام قوموں کی طرف رسول بھیجے ہیں۔ ہم حضرت کرشن کو اسی طرح خدا کا سچا فرستادہ یقین کرتے ہیں جس طرح حضرت بدھ اور حضرت زرتشت کو خدا کا سچا نبی مانتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہم قرآن کریم کی سند پیش کرتے ہیں، وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد:8)۔ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ عقائد ہم نے خود نہیں گھڑے بلکہ قرآن کریم اس کی تائید کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر: 25)۔ یہ قرآن کی ان تعلیمات میں سے ہے جن پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ کیا یہ مفاہمت کا بہت بڑا ذریعہ نہیں کہ مَیں نہ صرف ہندوؤں کے بزرگوں کی عزت ہی کروں بلکہ انہیں اسی طرح سچا جانوں جس طرح یہودیوں کے بزرگوں کو سچا جانتا ہوں۔ مَیں عیسائیوں کے بزرگوں کو بھی ایسا ہی سچا جانتا ہوں جیسے سکھوں کے بزرگوں کو۔ مَیں بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی سچائی کا اسی طرح قائل ہوں جس طرح نبیوں کے سردار محمد رسول اللہ ﷺ کی سچائی کا۔ میرا ایمان یہ ہے کہ یہ تمام بزرگ ملہم تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نسل انسانی کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اس محبت کے مظاہرات تھے جو اس کو اپنی مخلوق سے ہے''۔

(احمدیت کا پیغام صفحہ 8تا 15. ناشر سیکرٹری اٹرکالجیئیٹ ایسوسی ایشن لاہور)

❁❁❁❁❁❁❁

گوتھن برگ (سویڈن) میں کتب کے عالمی میلہ میں

جماعت احمدیہ سویڈن کی کامیاب شمولیت

(آغا یحییٰ خان مبلغ سلسلہ سویڈن)

27 ستمبر تا 30 ستمبر گوتھن برگ میں کتب کا عالمی میلہ منعقد ہوا ہے اور اس میں جماعت کو بھی ہر سال کی طرح امسال بھی سٹال لگانے کی توفیق ملی ہے۔ اللہ کے فضل سے خدام نے بہت شوق سے اس میں حصہ لیا اور تمام آنے والے غیر مسلموں کو بہت اچھے طریق سے سوالات کے جواب بھی دیئے۔ اس کتب میلہ میں تمام دنیا سے کتب پڑھنے اور خریدنے کے شوقین کھنچے چلے آتے ہیں اور اپنی من پسند زبان میں کتب خریدتے ہیں۔ امسال یہ 23واں عالمی میلہ تھا۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔

ہر سال ایک لاکھ سے زیادہ افراد اس کتب میلہ کو وزٹ کرتے ہیں جس میں ناشرین اور مصنفین خود تشریف لا کر دستخطوں کے ساتھ اپنی نئی کتب بھی لوگوں کو دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں تقریروں کا بھی فورم ہوتا ہے جس میں مختلف موضوعات پر عوام کے سامنے تقاریر کی جاتی ہیں اور آخر پر ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔

حسبِ سابق جماعت احمدیہ سویڈن نے اس عالمی میلہ میں شعبہ اشاعت اور خدام الاحمدیہ و شعبہ تبلیغ کے تعاون سے اسلامی کتب کا سٹال لگایا جو ساٹھ ممالک کے اس عالمی کتب کے میلہ میں اپنی نوعیت کا واحد سٹال تھا۔ ہم نے قرآنِ مجید کے تراجم کے علاوہ حضرت مسیحِ موعودؑ کی شہرہ آفاق کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا سویڈش میں ترجمہ، حضور ایدہُ اللہ کی کتاب ''اسوۂ رسول اور خاکوں کی حقیقت'' کا انگریزی ترجمہ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے علم و عرفان سے بھرپور کتب کی نمائش کی اور قرآنِ مجید اور اسلامی اصول کی فلاسفی کے سویڈش ترجمہ کی وسیع پیمانے پر فروخت کے علاوہ امسال شائع ہونے والی 4 نئی سویڈش کتب کو بہت نمایاں کر کے فروخت کیا گیا۔

سیدنا حضرت مسیحِ موعودؑ کی ایک بڑی تصویر سٹال پر نمایاں کر کے لگائی گئی اسی طرح نئی کتب کے بہت بڑے بڑے پوسٹر بنا کر سٹال پر لگائے گئے اور یہاں کے رواج کے مطابق بڑے بڑے پوسٹر بنا کر بڑوں اور بچوں کے گلوں میں لٹکا کر انہیں ہدایت کی کہ سارے کتب میلے میں پھرتے رہیں ان پر ہمارا سٹال نمبر لکھا ہوا تھا۔ اس نمبر کو دیکھ کر کثرت سے احباب نے ہمارے سٹال کو وزٹ کیا اور کتب خریدیں۔ کچھ کتب خاکسار نے لوگوں کو اور مصنفین اور خصوصاً میڈیا کے نمائندگان کو تحفۃً دیں جن میں حضور ایدہُ اللہ کے خطبات پر مبنی تصنیف ''اسوہ رسول اور خاکوں کی حقیقت'' انگریزی ترجمہ شامل ہے۔

امسال سٹال پر اسلام سے متعلق 10 سوالات پر مبنی ایک سوال نامہ بھی رکھا گیا جس میں سب سوالات ٹھیک ہونے کی صورت میں انہیں ایک نسخہ قرآن مجید کا مفت دینے کا وعدہ کیا گیا۔

قریباً 300 احباب نے اس میں حصہ لیا اس طرح انکے فون اور ای میل ایڈریس بھی موصول ہو گئے۔ اس کے نتیجہ میں اب انشاء اللہ ان سب احباب سے رابطہ کر کے انہیں مسجد مدعو بھی کیا جائے گا اور اس طرح تبلیغ کا ایک موقع ہاتھ آئے گا۔

خاکسار مسلسل سٹال پر موجود رہا اور لوگوں کے سوالات کے جوابات بھی دیئے اور خدام کی راہنمائی بھی کی کہ کیسے کس سوال کا جواب دینا چاہئے۔ مکرم نیشنل امیر صاحب بھی سٹال پر تشریف لائے اور ہم سب کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

سٹال پر خدام نے چاروں روز ڈیوٹیاں دیں، ناصرات نے مفت لٹریچر بھی تقسیم کیا اور آنے والے مہمانوں کو جماعت کا تعارف کرایا۔

خدا کرے کہ اس نمائش کے نتیجہ میں ہونے والے رابطے ثمر آور ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام خدام، اطفال و ناصرات ممبران کو جنہوں نے نمائش کو کامیاب بنانے کی سعی بلیغ کی انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ آف کریام

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ اکتوبر 2006ء میں مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب کے قلم سے حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ کے بارہ میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ قبل ازیں بھی آپؓ کا ذکر خیر ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ 16/اگست 1996ء کے اسی کالم میں کیا جاچکا ہے۔

حضرت حاجی غلام احمد 1875ء میں موضع کریام ضلع جالندھر میں چوہدری گامن خاں صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ معزز راجپوت خاندان کے چشم و چراغ اور والدین کے اکلوتے نونہال تھے۔ تین مربع زمین کے مالک تھے۔ مڈل تک تعلیم پائی۔ ابتدا ہی سے دین کی طرف میلان تھا اور عبادات کا شغف، بکثرت آنحضرتؐ پر درود پڑھنے کی برکت سے آنحضرتؐ کی زیارت کا شرف پایا۔ مطالعہ کے عادی تھے۔ زمانہ طالب علمی میں ہی ’’حکایۃ الصالحین‘‘ اور ’’مقصد الصالحین‘‘ کتابیں پڑھیں۔ پھر کریم بخش نامی شخص کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ ہاتھ لگی، مطالعہ کیا اور صداقت نے اپنا اثر دکھایا۔ شوق بڑھا اور ’’ست بچن‘‘، ’’نورالقرآن‘‘ اور چند اشتہارات کا مطالعہ کیا۔ مولویوں سے ذکر کیا تو آراء کو مختلف پایا۔ مخالفانہ لٹریچر بھی پڑھا۔ تشفی کے لئے دعائیں شروع کردیں۔ عمر 22 اور 24 سال کے درمیان تھی تو استخارہ شروع کردیا۔ چنانچہ ایک دوپہر خواب دیکھا کہ آسمان پر موٹے اور سنہری حروف میں مسیح موعودؑ لکھا ہوا ہے۔ دعاؤں کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک خواب میں مجمع دیکھا۔ لوگوں کا لباس سفید براق ہے گویا فرشتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا یہ زمانہ مسیح موعود کا ہے۔ دوسرے نے دلیل پوچھی تو اُس نے کہا صدی پر مجدد ہوتا ہے اس صدی میں سوائے حضرت صاحب کے کسی نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پوچھنے والے نے تصدیق کی: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔

جب احمدیت کی صداقت خوب منکشف ہوگئی جنوری یا فروری 1903ء میں قادیان پہنچے۔ نماز عصر ہو چکی تھی۔ اپنی نماز پڑھ کر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے درس قرآن میں شامل ہوگئے۔ اُن کے بیان فرمودہ معارف قرآن نے دل پر گہرا اثر چھوڑا تو قریب بیٹھے ہوئے کسی شخص سے پوچھا کیا یہی مسیح موعود ہیں؟ جواب ملا یہ تو مولوی نورالدین صاحب ہیں۔ اس پر آپ نے کہا جس دربار کے مولوی ایسے باکمال ہیں وہ خود کیسے بےنظیر ہوں گے۔ مغرب کی نماز پر مسجد مبارک میں حضرت اقدسؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چار پانچ دن بعد حضورؑ کی خدمت میں بیعت کے لئے عرض کیا۔ عرضداشت قبول ہوئی۔

آپؓ کو حقہ نوشی کی عادت تھی۔ قادیان میں اپنے قیام کے دوران آپؓ نے کہیں حقہ نہ دیکھا اور اس ماحول سے متاثر ہوکر حقہ پینا ترک کردیا۔ دیانت داری کا یہ نمونہ دیکھا کہ شیخ غلام احمد صاحب نومسلم شیر فروش کی دوکان پر لوگ آتے، حسب ضرورت دودھ پی لیتے اور خود ہی قیمت رکھ دیتے۔ دینی اور اخلاقی حالت ایسی اعلیٰ دیکھی کہ ایک دفعہ ایک ماہ تک مسلسل قادیان رہ کر جب واپس گاؤں پہنچے تو ایک آدمی کو گالی نکالتے سنا۔ آپؓ نے کہا کہ ایک ماہ بعد یہ ناشائستہ آواز میرے کان میں پڑی ہے۔

قبول احمدیت کے بعد آپ کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم آ گیا۔ انابت الی اللہ میں ترقی ہوگئی۔ بیعت کے بعد بھی آپ کو آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ خدماتِ دینیہ بجالانے میں ایک جنون کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ خلافت اولیٰ میں بذریعہ خط مع مقامی احباب، جماعت احمدیہ بیعت کی۔ خلافت ثانیہ میں بھی بلا تأمل بیعت کی اور بیرونی جماعتوں کو بیعت کی تحریک کرنے والے اعلان کنندگان میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ کریام میں احمدیہ مسجد نصف کنال پر ساڑھے تین سو روپے میں تعمیر ہوئی۔ آپؓ نے یہ رقبہ خرید کر مسجد تعمیر کروائی اور مصارف کا کثیر حصہ خود ادا کیا۔ نیز احمدیہ پرائمری سکول موضع کریام جاری کروایا اور آغاز میں اس کے اخراجات خود برداشت کئے۔ پھر شدھی کی تحریک میں حصہ لیا۔ تحریک نکاح بیوگان میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ اسی طرح مالی تحریکات میں بھی کشادہ دلی سے شریک رہے۔ تعمیر منارۃ المسیح کے چندہ میں حصہ لیا، چندہ دہندگان میں آپ کا نمبر 81واں ہے۔ 1906ء میں وصیت کا حصہ جائیداد بحق صدر انجمن احمدیہ ہبہ کردیا تھا۔

آپؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا کہ احساس ہوا کہ میرے جسم سے دھواں نکل رہا ہے اور آسمان تک چلا گیا ہے جیسے بھٹہ کی چمنی سے نکل کر بادل کی طرح جارہا ہو۔ کافی دیر تک یہ کیفیت رہی۔ آخر دھواں ختم ہوگیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرا قلب صاف ہوگیا ہے گویا کہ دھویا گیا ہے۔ روح کو تسکین ملی نئی زندگی محسوس ہونے لگی اس کے بعد دل میں گناہ کا خیال بھی پیدا نہ ہوا۔ نیک کاموں کی لذت اور کشش میں اضافہ ہوا۔

ایک غیراحمدی نے آپؓ سے پوچھا کہ آپکو بیعت سے کیا ملا ہے؟ فرمایا میں بیعت سے قبل خود کو نیک سمجھتا تھا۔ ہر فرقہ کے لوگ میرے پاس آتے تھے سب کی حالت سے واقف تھا میں محسوس کرتا تھا کہ میں ان سے بہتر ہوں لیکن بیعت کرکے میں نے محسوس کیا کہ میں گناہگار ہوں اللہ تعالیٰ کے طالب بہت آگے نکلے ہوئے ہیں۔

آپ مالی معاملات میں بہت محتاط تھے۔ ایک بار کسی دوست سے دو تین صدر روپے قرض لیا۔ آپؓ نے رقم کو تحریر میں لانے کو کہا دوست نے انکار کیا لیکن آپؓ نے باوجود اُس کے انکار کے ایک ورق پر رسیدی ٹکٹ لگا کر نوٹ لکھ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب لین دین کا معاملہ کرو تو تحریر میں لایا کرو۔

آپؓ عہد کی پاسداری کرنے والے تھے۔ آپ نے ایک صاحب سے پانچ روپے لئے اور وعدہ کیا کہ جمعہ تک واپس کردوں گا۔ بعد میں غلطی کا احساس ہوا کیونکہ اگلا دن جمعہ کا تھا۔ بہرحال آپ نے ایک دوسرے دوست سے پانچ روپے لے کر پہلے صاحب کو واپس کردیئے۔ دوسرے دوست نے کہا کہ اپنا آدمی ہے تاخیر ہو بھی گئی تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن آپؓ نے وعدہ خلافی کو ناپسند فرمایا۔

آپ انقطاع الی اللہ کے رنگ میں زندگی گزارنے والے بزرگ تھے۔ اکثر دعا کرتے اے اللہ! تو مجھے اتنا مال دے کہ جس سے میں باایمان زندگی گزار سکوں، مجھے ایسے مال وزر کی ضرورت نہیں جو میری ایمان والی زندگی میں حائل ہو۔ آپ متوکل انسان تھے۔ ایک بار بیماری کے دوران روپیہ ختم ہوا تو عزیزوں کو فکر ہوا۔ اسی اثناء میں ایک بزرگ بیمارپُرسی کو آئے اور پانچ صد روپے خدمت میں پیش کئے۔ آپؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے صاحب جائیداد بنایا ہے، وہ میرا کفیل ہے۔ پھر آپؓ نے اُن کی دلجوئی کی خاطر دس روپے رکھ لئے اور ان پیسوں کا پھل منگوا کر مریضوں میں تقسیم کروا دیا۔ آپؓ اتنی سچی گواہی دینے والے تھے کہ عدالت میں غیراحمدی مدعی کی طرف سے بطور گواہ، احمدی مدعاعلیہ کے خلاف، پیش ہوئے اور مجسٹریٹ نے آپؓ کے بیان پر فیصلہ مدعی کے حق میں کردیا۔

آپؓ بڑے غریب پرور تھے۔ ایک مرتبہ آپ کو آپکی اہلیہ محترمہ نے یکصد روپیہ ایک زیور بنوانے کی غرض سے دیا۔ سنار کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں ایک ضرورتمند احمدی عورت نے اپنی مکان کی مرمت کے لئے آپؓ سے سو روپے اُدھار مانگے تو آپؓ نے زیور والی رقم اُسے دیدی اور جب یہ رقم واپس ملی تو زیور بنوایا۔ اسی طرح بھینسوں کا دودھ گھر لاتے ہوئے راستہ میں ایک غریب عورت کو گھر ایک گلاس دودھ دے کر آتے اور مدتوں یہ سلسلہ جاری رہا۔

آپؓ تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے والے انسان تھے۔ ایک بار آپؓ بابو غلام جیلانی صاحب (جوڈاکخانہ میں ملازم تھے) سے ملنے گئے تو دفتر کے باہر اُن کی چھٹی کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ اسی دوران بابو صاحب کو کسی کام کی غرض سے باہر آنا ہوا تو انہوں نے آپؓ سے باہر بیٹھ جانے کی وجہ پوچھی۔ فرمایا: آپ اس وقت سرکاری کام کررہے تھے جس کا آپ معاوضہ لیتے ہیں لہٰذا اس وقت نجی ملاقات شرعاً مناسب نہیں۔

ایک بار آپؓ کے ایک مزارع نے دریافت کیا کہ گندم تیار ہوگئی ہے اسے کہاں رکھیں فرمایا: منڈی بھجوا دو اور جو بھاؤ ہو فروخت کرکے قیمت لے لو۔ نیز فرمایا کہ جب جنس تیار ہوجائے تو جو بھاؤ ہو اُس پر فروخت کردینی چاہیے زیادہ قیمت کا انتظار نہ کیا جائے، یہ گناہ ہے اور آنحضرتؐ نے بھی منع فرمایا ہے۔ میں ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ رزق میں برکت دینے والا ہے۔

آپؓ کو دعوت الی اللہ سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ آپؓ نے جماعت احمدیہ کریام کو دس حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ ہفتہ وار یوم ’’دعوت الی اللہ‘‘ منایا جاتا اور تبلیغی وفد بھجوایا جاتا۔ آپؓ کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں تحصیل بائے نواں شہر اور گڑھ شنکر میں حضرت مسیح موعودؑ کے عہد میں ہی جماعتیں قائم ہوگئیں مثلاً راہواں، کاٹھ گڑھ، سڑوعہ اور بنگہ وغیرہ علاقوں میں۔

ایک بار آپؓ نے ایک تبلیغی بحث کے لئے گڑھ شنکر پہنچنا تھا لیکن چلنے میں اتنی تاخیر ہوگئی کہ ریل گاڑی پکڑنے کی امید جاتی رہی۔ چنانچہ آپؓ پیدل ہی ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ روانہ ہوئے۔ فاصلہ چار پانچ میل کا تھا اور جون کا مہینہ سخت گرمی...... آپؓ دعا کرتے جارہے تھے کہ کوئی سواری مل جائے کہ اچانک گڑھ شنکر جانے والی ریل گاڑی عین سامنے آ رُکی حالانکہ اسٹیشن بھی نہ تھا۔ آپؓ نے سوار ہوکر گارڈ کو کرایہ ادا کیا اور گاڑی رکنے کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ ایک سردار صاحب نے اپنا روٹی کا رومال اُس ہینڈل کے ساتھ لاعلمی سے لٹکا دیا تھا جو بوقت ضرورت گاڑی روکنے کے کام آتا ہے، رومال اتارتے وقت سردار جی سے ہینڈل کھینچا گیا اور اس وجہ سے گاڑی رک گئی۔

آپؓ مستجاب الدعوات اور صاحب رؤیا و الہام بزرگ تھے۔ ایک دفعہ کریام میں ایک مجلس میں آپ اور شیر محمد صاحب آف بنگہ موجود تھے ایک غیراحمدی چھجو خان نامی شخص نے کہا اگر آج بارش ہو جائے تو میں احمدی ہو جاؤں گا۔ گرمی شدت کی تھی آپ نے احمدی احباب کی معیت میں نہایت سوز و گداز سے دعا کی تھوڑی دیر ہوئی کہ بادل گھر آیا اور زور کی بارش شروع ہوگئی اس پر چھجو خان نے احمدیت قبول کرلی۔

میاں سکندر علی صاحب کا مقدمہ جالندھر میں زیر سماعت تھا۔ وہ آپؓ کے پاس بغرض دعا آئے۔ آپؓ نے خاطر مدارت کی اور پھر مسجد جا کر دو نفل پڑھے۔ بڑے سوز وگداز سے دعا کی اور اطمینان حاصل ہوگیا کہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ چنانچہ میاں صاحب کو کامیابی کی بشارت دی۔

ایک بار آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ آپؓ کے چچازاد بھائی چوہدری مہر خان صاحب نمبردار مقرر ہوئے ہیں۔ اس کے جلد بعد وہ ایک موضع کے نمبردار بن گئے۔ پھر اراضی فروخت کرنے پر نمبرداری ختم ہوگئی لیکن پاکستان بننے کے بعد لائل پور میں ایک گاؤں کے نمبردار مقرر ہوگئے۔

آپؓ کی ایک رشتہ دار خاتون بیمار ہوگئیں، مرض میں شدت آگئی تو آپؓ نے فرمایا کہ دعا اور صدقہ سے کام لینا چاہیے۔ پھر صدقہ دیا اور مسجد میں تضرع سے دعا کی۔ پھر ایک شربت پلوانے کو کہا۔ خارق عادت طور پر دعا قبول ہوئی اور مریضہ صحت یاب ہوگئی۔

آپؓ نے عمر بھر دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ شورش احرار کے زمانہ میں 1935/36ء میں ایک ایک ماہ وقف کیا۔ روانگی سے قبل خواب دیکھا کہ ہاتھی پر سوار ہوکر جا رہے ہیں۔ خوف محسوس ہوا کہ کہیں طاعون تعبیر نہ ہو۔ دوسرے روز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا تار آیا کہ علاقہ مکیریاں میں تبلیغ کا امیر مقرر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شدھی کی تحریک کے موقعہ پر ’’الفضل‘‘ میں اعلان ہوا کہ 15 جون تک حصہ لینے والے قادیان پہنچ جائیں۔ آپؓ 15 جون کو قادیان کے لئے روانہ ہوگئے حالانکہ ایک عزیز کی شادی ہونے میں چند ہی دن تھے لیکن عزیز و اقارب کے اصرار کے باوجود نہ رکے قادیان چلے آئے وفد میں شامل ہوئے اور تین ماہ ملکانہ میں کام کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو 1911ء میں حج بیت اللہ کی توفیق بھی عطا فرمائی۔

مورخہ 3 جولائی 1943ء کو کریام میں آپ کی وفات ہوئی۔ قطعہ خاص بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
23rd November 2007 – 29th November 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 23rd November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:20 From Our Kitchen To Yours: A culinary programme teaching how to prepare food.
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:35 Speech on the topic of the truth of the Promised Messiah (as).
03:50 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Denmark.
04:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 199, recorded on 13th May 1997.
05:15 Rang-e-Bahar: a poetry recital with various poets on the occasion of Ansarullah sports rally 2007.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 5th December 2004.
08:15 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 97.
08:40 Siraiki Service: a discussion in Siraiki on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:25 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 45 recorded on 21st July 1995.
10:30 Indonesian Service
11:30 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
14:30 Dars-e-Hadith
14:55 Bengali Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Bengali speaking guests. Recorded on 16th November 1999.
16:00 Friday Sermon [R]
17:15 Spotlight: an interview with Khushber Singh Shad, hosted by Ahmad Mubarak.
18:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 97
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif, recorded on 10/09/07.
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Food for Thought: a talk on various religious issues.
22:55 Urdu Mulaqa'at: session 45 [R]

Saturday 24th November 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:20 Le Francais C'est Facile: lesson no. 97
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:50 Spotlight: an interview with Dr Gopi Chand Narang.
03:40 Friday Sermon: recorded on 24/11/07.
04:55 Urdu Mulaqa'at: session 45
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor. Recorded on 20th May 2007.
08:15 Tahir Heart Institute: documentary about the Tahir Heart Institute in Rabwah, Pakistan.
08:30 Friday Sermon: rec. 23/11/07 [R]
09:40 Qur'an Quiz
09:55 Indonesian Service
11:00 French Service
12:00 Tilaawat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:10 Moshaairah: an evening of poetry
17:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 16/02/1997. Part 2.
18:00 Australian documentary: Birds of Australia.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif. recorded on 11/09/07.
20:35 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:15 Tahir Heart Institute [R]
22:30 Qur'an Quiz [R]
22:55 Friday Sermon: rec. 23/11/07 [R]

Sunday 25th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10 Qur'an Quiz
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:30 Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maood (as)
03:15 Tahir Heart Insitute
03:30 Friday Sermon: rec. 23rd November 2007.
04:35 Moshaairah: an evening of poetry
05:30 Australian documentary: Birds of Australia
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Children's Class with Huzoor, recorded on 3rd February 2007.
08:00 Eid Sermon: Eid sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th October 2007.
08:45 Learning Arabic: lesson no. 28
09:05 Jesus in India: a discussion programme
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 7th September 2007.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:10 Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadi Muslim Community.
14:05 Friday Sermon: Rec. 23rd November 2007.
15:15 Children's Class [R]
16:15 Eid Sermon [R]
17:00 Learning Arabic: lesson no. 28.
17:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th November 1995. Part 2.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
20:30 MTA International News Review
21:05 Children's Class [R]
22:05 Eid Sermon [R]
22:55 Learning Arabic: Lesson no. 28 [R]
23:20 Seerat-un-Nabi (saw)

Monday 26th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:00 Friday Sermon: rec. 23rd November 2007.
03:05 Jesus in India: discussion programme
04:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th November 1995. Part 2.
05:05 Learning Arabic: Lesson no. 28
05:30 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Bustan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 12th February 2005.
08:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 76
08:30 Medical Matters: a series of health programme
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 15, Recorded on 15/12/1997.
10:00 Indonesian Service
10:50 Ghazwat-e-Nabi (saw)
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 Friday Sermon: rec. 07/09/2007.
15:15 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:25 Jalsa Salana Qadian 2006
16:55 Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:55 Medical Matters: health programme
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:10 Ghazwat-e-Nabi (saw)

Tuesday 27th November 2007

00:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:20 Le Francais C'est Facile: lesson no. 76
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:45 Friday Sermon: rec. 7th September 2007.
03:40 Rencontre Avec Les Francophones
05:00 Medical Matters
05:25 Jalsa Salana Qadian 2006
06:00 Tilaawat, Dars & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 19th December 2004.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th January 1996. Part 1.
09:15 Modern Media: a discussion programme
10:00 Indonesian Service
11:10 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars & MTA News
13:05 Bangla Schomprochar
14:10 Jalsa Salana Germany 2007: Opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 1st September 2007.
15:00 Learning Arabic: lesson no. 29
15:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:35 Question and Answer session [R]
17:35 Modern Media [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Jalsa Salana USA 2007: speeches
22:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
23:05 Jalsa Salana Germany 2007 [R]

Wednesday 28th November 2007

00:00 Tilaawat, Dars & MTA News
01:25 Learning Arabic: lesson no. 29
02:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
03:05 Jalsa Salana USA 2007: Speeches
04:10 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th January 1996. Part 1.
05:10 Jalsa Salana UK 2007: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 1st September 2007 from Hadeeqa-tul Mahdi.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 10th June 2007.
08:20 Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
08:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12st January 1996. Part 2.
09:25 Indonesian Service
10:25 Australian Documentary: Camels
10:55 Swahili Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 1st February 1985.
15:20 Jalsa Salana Speeches: speech delivered by Laiq Ahmad Tahir about the Holy Prophet (saw) as a complete and perfect example.
16:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
17:15 Australian Documentary: Camels
17:55 Question and Answer session [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
20:30 MTA International Jamaat News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:10 Jalsa Salana Speeches [R]
23:00 From the Archives [R]

Thursday 29th November 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests.
02:30 Hamaari Kaenaat: a series of Urdu programmes about the universe.
02:55 Australian documentary: Camels
03:25 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 1st February 1985.
04:40 Kasauti: a quiz programme.
05:10 Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) with Huzoor, recorded on 24th March 2007.
07:50 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 20th March 1994.
08:40 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Denmark.
09:20 Seminar
10:10 Indonesian Service
11:10 From our kitchen to yours: a culinary programme teaching how to prepare food.
11:40 Pushto Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon, delivered on 23rd November 2007.
14:20 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th May 1997.
15:35 Huzoor's Tours [R]
16:20 English Mulaqa'at [R]
17:20 Moshaairah
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:10 Seminar [R]
23:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday 16 November, 2007 Issue No. 46

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ عظیم دینی سکالر کے لباس میں

احمدی انٹرکالجیئیٹ ایسوسی ایشن لاہور کے زیراہتمام 2/مارچ 1935ء کو وائی ایم سی اے ہال میں ایک تاریخی تقریب منعقد ہوئی جس میں آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ''احمدیت کا پیغام'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔

صدر جلسہ پروفیسر سید عبدالقادر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا:

''فاضل مقرر کسی تعریف وتعارف کے محتاج نہیں ہیں۔آپ قانون وسیاست کے دائرے میں بڑا نام پیدا کر چکے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب آپ رکن حکومت ہند کی حیثیت سے دہلی تشریف لے جائیں گے تو وہاں بھی اپنی متانت ومعقولیت ،اصابت رائے اور کمالِ فہم ونظر کی بدولت ممتاز درجہ حاصل کرلیں گے۔

حضرات! جب امیر حبیب اللہ خان امیر کابل ہندوستان تشریف لائے تھے تو وہ ایم اے او کالج علیگڑھ بھی گئے تھے جو اَب مسلم یونیورسٹی بن چکا ہے۔ وہاں امیر نے طلباء کا دینیات کا امتحان لیا تھا اور امیر صاحب کے سوالات سن کر ایک انگریز رفیق نے کہا کہ اعلیٰحضرت اعلیٰ درجہ کے مُلاّ بھی ہیں۔امیر صاحب نے جواب دیا کہ مَیں بادشاہ بھی ہوں ،سپاہی بھی ہوں اور مُلاّ بھی ہوں۔..........ہم چودھری صاحب کی سیاسی اور قانونی خدمتوں اور خوبیوں سے آگاہ ہیں لیکن ان کی ملائیت کی نسبت آج تک زیادہ نہیں سنا تھا۔آج ہم ان کو ایک نئے لباس میں دیکھ رہے ہیں اور وہ مذہبی معلم کا لباس ہے۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کی یہ ایک بہت بڑی کمزوری ہے کہ وہ اعلیٰ دنیوی مراتب تک پہنچ کر مذہب سے بیگانہ ہو جاتے ہیں ۔ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اگر مذہب کے متعلق باتیں کریں گے تو قدامت پرست سمجھے جائیں گے۔ مجھے اس اعتراف میں تامل نہیں ہونا چاہئے کہ احمدیہ جماعت کا یہ امتیازی خاصہ ہے کہ وہ دین کو دنیا پر ہرحال میں مقدم کرتی ہے۔ چودھری صاحب کے رکن حکومت ہند بن جانے کے بعد کسی کو یہ توقع نہ تھی کہ وہ مذہب پر لیکچر دیں گے اور بالخصوص احمدیت کا پیغام سنائیں گے۔ یہ امر جماعت احمدیہ کے لئے اور جناب چودھری صاحب کے لئے باعث اعزاز خصوصی ہے کہ انہوں نے حکومت ہند کی رکنیت کا بلند پایہ عہدہ سنبھالنے سے صرف چند ہفتہ پیشتر احمدیت کو اپنے خطبے کا موضوع قرار دیا''۔

معرکہ آراء لیکچر کا انقلاب انگیز اقتباس

اس معرکہ آراء لیکچر کے ابتدائی حصہ کا ایک انقلاب آفریں اقتباس ہدیۂ قارئین ہے۔

''بے شک اپنی ذات میں یہ بھی ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ قرآن کریم کی ظاہری شکل وصورت اس قدر محفوظ ہے۔اگر آج دنیا کا سارا لٹریچر بھی تلف کردیا جائے تب بھی قرآن کریم لاکھوں مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ رہے گا۔مگر جو شخص احمدیت کے قریب ہوتا جائے گا وہ محسوس کرے گا کہ قرآن کے تعلق میں احمدیت نے اس سے بھی بڑا معجزہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں کہوں کہ احمدیت کی بنیاد اسی عظیم الشان معجزے پر قائم ہے۔مَیں چاہتا ہوں کہ اس کو چند فقرات میں واضح کردوں۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے نہ صرف دنیا پر ظاہر کیا ہے بلکہ ثابت کردیا ہے اور اس کے متعلق دنیا کو چیلنج کیا کہ خواہ کیسے انقلابات ظہور پذیر ہوں ،تمدن انسانی میں مرور زمانہ کی وجہ سے خواہ کیسے ہی تغیرات پیدا ہوجائیں قرآن کریم اپنی مکمل تعلیمات کے ذریعہ ہمیشہ دنیا کی مادی، اخلاقی اور روحانی تربیت کرتا رہے گا اور اس طرح ہمیشہ قرآن کے ذریعہ نسل انسانی ترقی کرتی رہے گی۔جوں جوں زمانہ بدلتا جائے گا خداتعالیٰ اپنی غیر محدود رحمت کے ذریعہ ان تغیرات کے مطابق قرآن کے ایسے اصول الہام کرتا رہے گا جن میں ان کا علاج موجود ہوگا۔ یہ ہی وہ بات ہے جو کلام الٰہی کو دوسرے فلاسفروں اور حکیموں کی باتوں سے ممتاز کرتی ہے۔وہ لوگ یہ دعویٰ بھی نہیں کرسکتے۔

پہلا عظیم الشان پیغام

احمدیت کا پہلا پیغام یہ ہے کہ اگر ایک مادی ضرورت ختم ہوجائے یا ہماری آنکھوں کے سامنے محو ہو رہی ہو اور نئی ضرورت پیدا ہورہی ہو تو اس کے لئے قرآن کریم میں پہلے ہی سے علاج موجود ہوگا۔ ورنہ یہ امر خداتعالیٰ کی شان ربوبیت پر ایک دھبہ ہوگا کہ اس نے گزشتہ زمانہ کے لوگوں کی روحانی ضروریات کو تو پورا کیا لیکن آئندہ کے لئے روحانی ترقی کا کوئی سامان مہیا نہ کیا ۔ حالات بے انتہا متغیر ہو گئے ہیں۔ ہماری بود وباش وہ نہیں جو تیرہ سو برس پہلے تھی۔قرآن اس وقت کی زندگی کے لئے اسوہ تھا،مگر بیسویں صدی کی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہے تو یہ دعویٰ کہ قرآن آخری اور مکمل کتاب ہے باطل ہوجائے گا۔

احمدیت کا پہلا پیغام یہ ہے کہ چونکہ خداتعالیٰ کے قول اور فعل کا ایک ہی منبع ہے اس لئے زمانہ کے تغیرات کے مطابق کلام الٰہی میں ایسے معارف کا انکشاف ہوتا رہے گا جن میں ان بدلتی ہوئی ضروریات کا علاج موجود ہوگا۔

آج جو کچھ مَیں کہنا چاہتا ہوں اس میں سے نمونۃً ایک بات بیان کردی ہے۔احمدیت کی پوزیشن کو واضح کرنے کے لئے یہ بطور تمہید کے ہے۔ احمدیت کی پوزیشن کو واضح کرنے کے لئے یہ بطور تمہید کے ہے۔ احمدیت کا یہ ہی دعویٰ ہے۔ہمارے مخالفین خواہ کچھ کہیں۔

احمدیت ہی اسلام ہے

احمدیت کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ اسی اسلام کو پیش کرتی ہے جو رسول اللہ ﷺ لائے تھے۔

اب مَیں احمدیت کا خاص پیغام جو اس زمانہ کے لئے ہے بیان کرتا ہوں۔ یہ پیغام مفاہمت کا ہے۔ احمدیت نے ان تمام امور میں مفاہمت کا پیغام دیا ہے جن کی وجہ سے انسانی زندگی بے چین اور بے آرام ہے۔ یہ ہے احمدیت کا پیغام جس کی تفصیل مَیں عرض کرتا ہوں۔آئندہ دوران لیکچر میں خواہ مَیں احمدیت کا لفظ استعمال کروں یا اسلام کا،میری مراد ایک ہی ہوگی۔کیونکہ مَیں اسلام میں احمدیت کی پوزیشن بیان کرچکا ہوں۔ مَیں جو کچھ بیان کروں گا اس کا منبع اور ماخذ احمدیت ہے اور ان اصولوں کو مَیں دوسرے مسلمانوں کی طرف منسوب نہیں کرتا۔اگر وہ میرے آئندہ بیان سے متفق ہوں تو فبہا ورنہ ان پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔اب مَیں احمدیت کا نقطۂ نگاہ پیش کرتا ہوں۔

مفاہمت کا پیغام

جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے احمدیت صلح کا پیغام لے کر آئی ہے۔ کہنے کو تو یہ ایک لفظ ہے مگر اس کا اطلاق بہت وسیع ہے کیونکہ یہ ان تمام امور پر حاوی ہے جو انسانی زندگی میں اختلاف کا باعث ہیں۔ مجھ سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ مَیں اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالوں۔مَیں صرف یہ کرسکتا ہوں کہ بعض امور کی طرف اشارہ کردوں اور ان کے متعلق احمدیت کا نقطۂ نگاہ پیش کردوں اور اگر مَیں ایسا کرنے میں کامیاب ہوجاؤں تو مَیں امید کرتا ہوں کہ ہم سے اختلاف کے باوجود آپ اسلام کے متعلق پہلے سے زیادہ فخر کے جذبات لے کر اٹھیں گے اور آپ کے دلوں میں دینی مسائل کے متعلق اسلام کے پیش کردہ حل معلوم کرنے کا ذوق وشوق بڑھ جائے گا۔

خالق ومخلوق کے درمیان صلح

اوّل احمدیت خالق اور مخلوق کے درمیان صلح کراتی ہے۔موجودہ زمانہ کا یہ میلان ہے کہ جوں جوں انسان دنیاوی ترقیات کرتا جاتا ہے مذہب سے بیگانہ ہوتا جاتا ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ سکولوں اور کالجوں اور ہمارے لٹریچر میں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ کسی اصول یا روایت کو اس وقت تک قبول نہ کرو جب تک وہ دلائل قویّہ نہ رکھتی ہو۔لیکن مذہبی امور کے متعلق مجبور کیا جاتا ہے کہ بغیر دلیل کے ہی مان لیا جائے کیونکہ وہ ایمان کا حصہ ہیں۔ یہ ہی مذہب سے بیگانگی کا بڑا سبب ہے۔ فطرت انسانی ان تمام امور کے خلاف بغاوت کرتی ہے جو دلائل وبراہین سے خالی ہوں۔عقل انسانی دلیل کی محتاج ہے اور اگر انسان کو مذہبی احکام میں دلائل سے قائل نہ کیا جائے تو یہ اس کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ وہ ظاہراً تو اس مذہب کا پیرو ہوگا مگر دلائل نہ ہونے کی وجہ سے منکر ہوگا۔اس طرح منافقوں کی ایک جماعت پیدا ہوجائے گی جو مذہب کی خاطر کسی قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار نہ ہوگی۔کیونکہ انسان قربانی تب ہی کرتا ہے جب دل سے اس کی صداقت کا قائل ہو۔ اعمال کے لئے بھی اطمینان قلب ضروری ہے اور چونکہ دلائل سے کام نہیں لیا جاتا اس لئے بندے اور خالق کے درمیان بیگانگی ہے۔

پہلی مفاہمت

احمدیت نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ قرآن کریم کے تمام احکام دلائل حکمت پر مبنی ہیں۔اس نے اوامر کی خوبیوں اور نواہی کی برائیوں سے مطلع کیا اور مذہب کی بنیاد دلائل پر رکھ کر خالق ومخلوق کے درمیان مفاہمت کا سلسلہ قائم کیا۔ یہ دعویٰ ہے اور اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔اور اگر مَیں سب احکام کے دلائل بیان کرنے لگوں تو اس کے لئے کئی لیکچر درکار ہوں گے۔ اگر کوئی صاحب کسی معاملہ کے متعلق یا اس بات کے متعلق جو مَیں آج بیان کروں گا مزید معلومات دریافت کرنا چاہیں تو وہ مجھ سے یا کسی احمدی سے دریافت کرسکتے ہیں۔انشاءاللہ ان کی تسلّی کے لئے حوالہ جات اور لٹریچر مہیا کیا جائے گا۔

ایک مثال

مفاہمت کی یہ ایک مثال ہے اور اگر یہ درست ہے تو سچائی کے طالبوں کے لئے جو تعلق باللہ کے خواہشمند ہیں کتنا امید افزا اور خوش کن پیغام ہے۔دیگر مذاہب کے پیرو یہ دعویٰ نہیں کرسکتے کہ ان کے عقائد بھی اسی طرح دلائل وبراہین پر مبنی ہیں۔

نسل انسانی کے مختلف طبقوں میں مفاہمت

اس کے بعد احمدیت نے مختلف طبقوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی ہے۔آپ جانتے ہیں کہ نسل انسانی مختلف فرقوں اور عقیدوں میں منقسم ہے۔ اس وقت مَیں صرف ان اختلافات کا ذکر کروں گا جو ہندوستان کی مختلف جماعتوں میں کشیدگی کا باعث ہیں۔ یہ اختلاف وہ ہیں جو مختلف مذاہب کے پیروؤں میں پایا جاتا ہے۔ یہ کوشش کہ ان کے درمیان صلح ہو جائے اور اس کے لئے صرف اتنا کہنا کہ میرے عقائد معقول ہیں اور مفاہمت پیدا کرسکتے ہیں مفید نہیں۔صرف اتنا کہنے سے کہ اختلاف چھوڑ دو، صلح نہیں ہوسکتی۔احمدیت اختلافات کو تسلیم کرتی ہے اور اختلافات کو دبا کر صلح کرانے کی قائل نہیں۔ وہ کہتی ہے کہ مفاہمت کے لئے دوطرح کوشش ہونی چاہئے۔ایک یہ کہ اختلافات کے

باقی صفحہ نمبر 13پر ملاحظہ فرمائیں